کلام اسعد

مجموعۂ کلام

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

مرتب

مولانا محمد عبد القیوم شاکر الاسعدی

ناشر:

شعبۂ نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی، ضلع بستی

کلامِ اسعد

مجموعۂ کلام

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

سابق ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

وخلیفۂ اجل حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ

مرتب

مولانا محمد عبد القیوم شاکر الاسعدی

ناظم

مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین، جمداشاہی، ضلع بستی

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمداشاہی، ضلع بستی

نام کتاب: کلام اسعد

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

نام مرتب: مولانا محمد عبدالقیوم شاکر الاسعدی

ایڈیشن ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء

صفحات: ۱۴۰

قیمت: ۵۰/روپے

کمپوزنگ: تصور حسین قاسمی کمپیوٹر سینٹر دارالعلوم الاسلامیہ بستی

مطبع:

ناشر: شعبۂ نشر واشاعت مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی، بستی

ملنے کے پتے

مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی، ضلع بستی

دارالعلوم الاسلامیہ بستی

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ

جامعہ ریاض العلوم گورینی، جونپور

فہرست کتاب

عرضِ مُرتب

حضرت اقدس مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سابق ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کا پورا کلام جوایک کاپی میں مندرج تھا، احقر نے تقریباً ۳۶ ؍سال قبل حضرت والا کی اجازت سے من وعن نقل کرلیا تھا، حضرت کے انتقال کے بعد جناب مولانا نسیم احمد غازی مظاہری صاحب شیخ الحدیث جامع الہدیٰ مرادآباد نے حضرت والا کی سوانح عمری ''حیاتِ اسعد'' کے نام سے لکھنے کا ارادہ کیا تو منظوم کلام کی اصل کاپی کی تلاش ہوئی لیکن نہ معلوم وہ کہاں کھوگئی کہ آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا مولانا موصوف نے احقر ہی کی نقل کردہ کاپی سے کچھ اشعار منتخب کر کے کتاب میں شامل کیا، لیکن اچھا خاصا حصہ پھر بھی رہ گیا، اب حضرت کے مجموعۂ کلام کی صرف یہی ایک کاپی میرے پاس رہ گئی ہے جو امتدادِ زمانہ کی وجہ سے بوسیدہ ہوچکی ہے، اس لئے حضرت والا کے حفید محترم مولانا مختار اسعد سلمہ اور دیگر احباب کا پیہم اصرار اور دلی خواہش ہے کہ ''کلام اسعد'' زیور طبع سے مزین ہو ورنہ یہ علمی وادبی اخلاقی واصلاحی شہ پارے ضائع ہوجائیں گے، چونکہ حضرت اقدس کو اپنے کلام کے شائع کرنے کا کوئی خیال نہیں تھا، اس لئے کیف ما اتفق جو نظم یا غزل جس وقت کہی گئی بغیر کسی ترتیب کے یکے بعد دیگرے کاپی پر لکھتے چلے گئے ہیں چنانچہ کسی نظم کے بعد دو چار غزلیں ہیں، پھر قصیدے اور رباعیات وقطعات ہیں۔ اس کے بعد پھر نظموں کا سلسلہ ہے، بچوں کے لئے بطور پند ونصیحت جو کہا ہے وہ مختلف صفحات پر بکھرا ہوا ہے بلکہ ایک ہی نظم یا غزل کے اشعار مختلف صفحات پر مندرج ہیں، اکثر وبیشتر مطلع اور مقطع بھی اپنی جگہ پر نہیں ہے، احقر نے ان کے جمع وترتیب کی حتی الامکان کوشش کی ہے، ہر ہر صنف سخن کو چھانٹ کر ایک جگہ جمع کردیا ہے اس کی ترتیب وتصحیح میں صدیق مکرم مولانا حکیم ابرار احمد صاحب مظاہری کا مشورہ اور تعاون بھی حاصل رہا، موصوف حضرت اقدس کے شاگرد رشید ہیں اور شعر وادب کا ذوق رکھتے ہیں

حضرت ناظم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے شعر وادب کا جو بلند اور پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا اس کے متعلق اس ہیچمداں کا کچھ عرض کرنا تحسینِ ناشناس کا مصداق ہوگا، اس لئے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب الحاج تسکین قریشی صاحب نے ''صحائف اسعد'' کے مقدمے میں حضرت والا کے شعر وادب کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے اس کا ایک اقتباس ہدیۂ ناظرین کردیا جائے۔

''جناب مولانا صاحب آج کل سہارنپور کے مشہور وقدیم جامعہ مظاہر علوم کے ناظم ہیں موصوف کی زندگی اس درسگاہ کی چہار دیواری کے اندر درس وتدریس اور گوشہ نشینی میں گذری ہے، میں جناب والا کا دیرینہ عقیدت گذار اور نیاز مند ہوں اس لئے موصوف کے تبحر علمی اور مکارم اخلاق کو تفصیلاً قلمبند کرنا چھوٹا منھ اور بڑی بات ہونے کے علاوہ یوں بھی غیر ضروری ہے کہ ان مکاتیب کا مقصد مناقب نگاری نہیں بلکہ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' جہاں جناب مولانا کے کمالات علمیہ اور فضائل اخلاق کے گہرے نقوش ان خطوط میں نمایاں ہیں، وہیں یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ موصوف ایک بلند پایہ ادیب وشاعر ہیں اگر چہ اب ۲۰-۲۵ سال سے فکر سخن ترک فرماچکے ہیں، لیکن شعر وادب کے متعلق موصوف کی پاکیزگیٔ ذوق، بلندیٔ معیار، نکتہ گوئی، نکتہ سنجی اور ادبی لطائف وظرائف کے نادر ودلکش نمونے ان مکتوبات میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

آج کل عام خیال ہے کہ عربی ودینی مدارس کے ماحول میں ذوق شعری کی گنجائش بہت ہی کم ہے درجۂ عموم تک تو میں بھی اس رائے سے متفق ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس خشک اور مولویانہ ماحول میں سخن داں وسخن شناس حضرات کی کمی نہیں ہے لیکن یہ حضرات شعر وادب سے اس لئے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے کہ اس فن کو علوم دینیہ کے مقابلہ میں ناقابل اعتناء سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شعری وادبی دنیا ایسے حضرات سے متعارف نہیں''۔

حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ایک شیخ طریقت اور متبحر عالم دین کی حیثیت سے ہے ایک طرف تو آپ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے خلیفۂ اجل ہیں تو دوسری طرف جامعہ مظاہر علوم کے درجۂ علیا کے استاذ اور ناظم اعلیٰ ہیں آپ کے خلفاء ومسترشدین اور ہزاروں تلامذہ ملک وبیرونِ ملک میں پھیلے ہوئے ہیں بہت سے سطحی علم رکھنے والے جو شعر وادب کی زبان ولباس سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں اس مجموعۂ کلام کو دیکھ کر تعجب کریں گے کہ حضرت اقدس بھی باایں ہمہ علم وفضل زہد واتقا زلف ورخسار، شاہد وساقی، چنگ ورباب، اور جام ومینا کی باتیں کرتے ہیں، اس خلجان کو دور کرنے کے لئے ایک شیخ طریقت عالم ربانی سخن سنج وسخن فہم اور نامور ادیب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے ایک مقالے کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کردینا مناسب خیال کرتا ہوں۔

''شعر انسانی جذبات کے اظہار کا مؤثر ترین ذریعہ ہے اور انسانی جذبات میں بھی جذبۂ محبت کے اظہار کے لئے شعر کی زبان سب سے زیادہ موزوں ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ شعر کا اصل موضوع ہی محبت ہے حسن وعشق کی وہ لطیف کیفیات جو دل کے نہاں خانوں میں پرورش پاتی ہیں اُن کی تعبیر اگر کسی درجہ میں ممکن ہے تو اس کا لطیف ترین ذریعہ شعر ہے اور اسی لئے شعر ومحبت کا ہمیشہ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے، پھر عشق ومحبت بھی دو قسم کا ہے، ایک عشق مجازی، دوسرے عشق حقیقی، پہلے کا تعلق مخلوق سے ہے دوسرے کا تعلق خالق سے، پہلے میں بظاہر جوش وخروش زیادہ ہوتا

ہے لیکن پائداری کم۔ اور دوسرے میں عموماً ٹھہراؤ ہوتا ہے لیکن پائداری بہت، پہلا اکثر مرورِ ایام سے دھیما پڑ جاتا ہے، دوسرے میں مرورِ ایام سے پختگی آتی جاتی ہے، پہلے کا منتہائے مقصود وصال ہے اور دوسرے کا مقصود رضائے دوست، اس لئے پہلی قسم کا عشق اکثر ہوس کی سرحدوں کو چھونے لگتا ہے اور دوسری قسم کا عشق ہوس سے کوسوں دور ہے۔

اس لئے حقیقت میں عشق وہی ہے جو اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، اور شعر بھی درحقیقت وہی شعر ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کہا گیا ہو، یہ اور بات ہے کہ کبھی محبت کا یہ موضوع صاف لفظوں میں ظاہر کر دیا جائے اور اس کا نام حمد و نعت رکھ دیا جائے، اور کبھی اسے استعارہ کا لباس پہنا کر غزل سے تعبیر کر دیا جائے اور چونکہ بلاغت کا یہ قاعدہ صدیوں سے مسلم چلا آتا ہے کہ اَلْكِنَايَةُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيْحِ اس لئے بڑے بڑے متدین شعراء نے بھی عشق حقیقی کے اظہار کے لئے حمد و نعت کے بجائے غزل کا پیرایہ کثرت سے استعمال کیا ہے یہاں تک کہ غالب نے کہہ ہی دیا کہ ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

مندرجہ بالا چشم کشا اقتباس کی روشنی میں اگر ”کلام اسعد“ کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ پر آپ کو عشقِ الٰہی کی تپش اور آدابِ محبت کے جلوے نظر آئیں گے بطور مشتے نمونہ از خروارے حسب ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

جو خالی حُبِّ دنیا سے مرا قلبِ حزیں ہوتا
نہ میں عارِ فلک ہوتا نہ میں ننگِ زمیں ہوتا

معارف اس سے پوشیدہ حقائق اس سے مخفی ہیں
جو عالم میں فدائے ملتِ بیضا نہیں ہوتا

تجلیات کی جنت میں کھوگیا ہوں میں
مرے سجود میں اغیار کا خیال نہ تھا

بیگانۂ شکوئی ہیں، ہم اربابِ وفا ہیں
ہر جور کو راضی برضا دیکھ رہے ہیں

عشق سے مقصود ہے کیفیتِ سوز و گداز
بو الہوس محوِ خیال لطف و لذت ہوگیا

آرزوئے وصل ہے تہذیبِ الفت کے خلاف

ترکِ مطلب امتیازِ اہل الفت ہوگیا
دیکھئے آئینِ الفت کی لطافت دیکھئے
عرضِ مطلب داغِ دامانِ محبت ہوگیا
دل میں جب حبِّ جاہ ہوتی ہے
دل کی دنیا سیاہ ہوتی ہے
اثرِ غرورِ تباہ کن ہے ترے سجودِ نیاز میں
خللِ عظیم ہے رونما شرفِ قبولِ نماز میں
ستم وکرم کی تمیز سے مرا ذوقِ حسن بلند ہے
ترا ہر شعار حسین ہے مری چشمِ عشق نواز میں
ترے حال میں ہوں ترقیاں ترے خلق میں ہوں بلندیاں
تری روح سجدہ کرے اگر بخلوصِ قلب نماز میں
مرے دل میں جلوۂ نور ہے میری روح محوِ سرور ہے
کوئی نازنین ہے سامنے مزے آرہے ہیں نماز میں
یہ نگاہِ حضرتِ تھانوی کا اثر ہے اسعد بے نوا
نظر آرہی ہیں حقیقتیں تجھے اس جہانِ مجاز میں
طالبِ صادق ہوں ترکِ مُدعا ہے مُدّعا
وصل کے دھندلے تصور سے بھی گھبراتا ہوں میں
کیسے باتوں میں نہ آؤں کہ ہر اک بات پہ جب
دوست کا نام لیا کرتا ہے دشمن میرا
آؤ بیٹھیں مرکزِ انوار کی باتیں کریں
نور برسائیں رُخِ دلدار کی باتیں کریں

محمد عبدالقیوم شاکر الاسعدی
مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین، جمد اشاہی ضلع بستی، یوپی
۱۲ر ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۰۷ء

پیش لفظ

از: مولانا ڈاکٹر شمس تبریز خاں قاسمی صاحب
پروفیسر شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

قریب چالیس سال پہلے راقمِ سطور کو حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مظاہری (۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء-۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) خلیفۂ حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ اور ناظم مظاہر علوم (سہارنپور) سے شرف نیاز حاصل ہوا تھا اور ان سے چند ملاقاتیں رہیں اور ان کی شفقتیں حاصل ہوئی تھیں اور ''الأرواح جنود مجندة'' اور دل کو دل سے راہ ہونے کے بموجب حضرت ناظم صاحبؒ سے بڑی مناسبت ومؤانست محسوس ہوئی ان کی برگزیدہ شخصیت ایسی تھی کہ ان کو دیکھنے والا پہلی ہی نظر سے ان کی طرف کشش محسوس کرنے لگتا تھا، کیونکہ علم وفضل، تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں سادگی وشگفتگی، بے تکلفی وکشادہ دلی، خلوص ومحبت، شفقت ومروت اور شاعرانہ وارستگی اور قلندرانہ خوش مزاجی موجود تھی، اذکار واوراد کے ساتھ ان کی شگفتہ مزاجی وخوش طبعی کے تقاضے سے لطائف وظرائف اور حکایات ومطائبات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا اور ملنے والا بقدر ظرف ان سے فیض یاب اور مستفید ہوتا تھا۔

ان دنوں محبی مولانا عبد القادر صاحب بستوی مظاہری حضرت ناظم صاحبؒ کے خادم خاص تھے اور حضرت تقریباً صاحب فراش رہتے تھے، انہوں نے حضرت سے میرا تعارف کرایا تو بہت خوش ہوئے اور میرا نام سن کر انہوں نے مولانائے روم اور ان کے پیر کی کچھ باتیں کیں، پھر میرے شعر وادب کے ذوق اور ادب فارسی کے مطالعے کی مناسبت سے کچھ فارسی اشعار سنائے اور اسی دوران ظہیر فاریابی کے دیوان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یہ شعر سنایا جو اس کے بارے میں کسی نے کہا تھا ؎

در مکہ بدزد گر بیابی ☆ دیوانِ ظہیر فاریابی

میری فرمائش پر حضرت ناظم صاحبؒ نے مجھے اپنا کلام نقل کرنے کی اجازت عطا کی اور میں نے اُس کا ایک خلاصہ وانتخاب تیار کیا تھا جو کاغذات میں کہیں دب گیا ہے، کیا خبر تھی کہ تاریخ اپنے کو پھر دہرائے گی اور اس وقت کے نوجوان طالب علم کو اتنے عرصے کے بعد کلامِ اسعدؒ پر اظہار خیال کی سعادت ومسرت حاصل ہوگی، میری اس خوش بختی کا باعث مشفق محترم حضرت مولانا محمد عبد القیوم صاحب شاکر الاسعدی مدظلہ، خلیفہ حضرت ناظم صاحبؒ وناظم مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمداشاہی

(البستی) کی ذات گرامی ہے جنہوں نے حضرت ناظم صاحبؒ کا پورا کلام از اول تا آخر نقل کر لیا تھا، اور اب اس کو مرتب کر کے شائع کرنا چاہتے ہیں، ان کی اور حضرت ناظم صاحبؒ کے حفید محترم مولانا مختار اسعد سلمہ کی خواہش پر مجھ سے حضرت کے کلام پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی اور اسے میں نے حضرتؒ سے دیرینہ عقیدت و محبت کو دیکھتے ہوئے بڑی خوشی سے قبول کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت ناظم صاحبؒ نے اپنے بزرگانہ و معلمانہ مشاغل کے سبب اپنے کلام کے جمع و اشاعت کی طرف کبھی توجہ نہیں فرمائی، ان کے عزیز شاگرد جناب مولانا نسیم احمد غازی مظاہری نے ۱۹۸۶ء میں "حیات اسعد" شائع کی جس میں بڑی محنت ولیاقت اور حسن عقیدت کے ساتھ حضرت مولاناؒ کے حالات پر روشنی ڈالی اور ان کے کلام کا ایک انتخاب بھی شائع کیا، لیکن حضرت مولانا محمد عبد القیوم صاحب مدظلہ کے جمع کردہ اس مکمل مجموعہ میں حضرت مولاناؒ کا ہر طرح کا کلام شامل ہے۔ جس سے اس کے بارے میں رائے قائم کرنے اور اس سے مستفید ہونے کی آسانی حاصل ہوتی ہے، حضرت ناظم صاحبؒ کا شاعرانہ ذوق ایسا پختہ تھا اور انہیں ایسی برجستہ گوئی اور موزوں طبعی حاصل تھی کہ خود فرماتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو اپنی ساری بات چیت شاعرانہ زبان میں کروں لیکن اس کی ضرورت نہیں سمجھتا ہوں، ان کی برجستگی و بدیہہ گوئی کا کچھ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ رنگون کے دورانِ قیام انہوں نے اپنے اعزہ واقرباء اور صاحبزادگان کے نام لمبے لمبے منظوم خطوط لکھے ہیں اور ان میں بیش قیمت نصیحتیں کی ہیں، بچوں کے لیے کئی غزلیں، سہرے، تعریفی قطعات اور اخوانیات و متفرقات کے موضوع پر لکھا ہے مگر سب میں پند و نصیحت اور وعظ و تلقین کی کیفیت نمایاں ہے۔

حضرت ناظم صاحبؒ کے کلام میں زود گوئی اور عدیم الفرصتی کے سبب کچھ معمولی فنی کمزوریوں کے اعتراف کے باوجود اس کی سادگی و بے تکلفی، سلاست و روانی، طرفگی و شگفتگی، سوز و گداز، لطافت و نفاست، ایمان و یقین، معرفت و خدا شناسی کی کیفیات کے سبب سے عجیب و غریب تاثیر و قوت تسخیر پیدا ہوگئی ہے اور ان کا کلام بھی فارسی و اردو کی عارفانہ شاعری کے سلسلۂ زرّیں کی ایک سنہری کڑی معلوم ہوتا ہے اور اس میں بھی عشق و محبت کا سوز و گداز، خداترسی و خداپرستی کا ذوق و شوق، دنیا بیزاری و آخرت پسندی، حقیقت کی جستجو اور نجات و سعادت کی آرزو، خدا شناسی و خدا رسیدگی کی طلب اور تڑپ اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت تعلق اور ان کی سنت و سیرت کی پیروی کے وہی پاکیزہ جذبات و احساسات نمایاں ہیں جو ماضیٔ بعید میں رومیؒ و سنائیؒ، عطارؒ و جامیؒ، سعدیؒ و خاقانیؒ، امیر خسروؒ و مرزا مظہر جانجاناںؒ کے یہاں اور ماضیٔ قریب میں شاہ نیاز بریلویؒ، مولانا آسیؒ،

علامہ اقبالؒ، اصغرؒ وجگرؒ، اور خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کے کلام میں ملتے ہیں۔

حضرت ناظم صاحبؒ کی شاعری کی جوئے رواں بھی معرفت وروحانیت کے اسی بحر بیکراں سے نکلی ہے جو اہل دل، حق آگاہ اور خدا شناس وخدا رسیدہ بزرگوں کے قلوب وارواح میں موجزن رہا ہے اور لوگوں کو سیرابی وشادابی عطا کرتا رہا ہے، اور ان کو معرفت وحق پرستی کے لولوئے لالا بخشتا رہا ہے۔

کہنے والے نے ﴿کلام الملوك ملوك الكلام﴾ بادشاہوں کے کلام کے لیے کہا ہے مگر در حقیقت یہ بزرگانِ دین اور صوفیا اور مشائخ کرام کے بارے میں زیادہ صادق آتا ہے جن کا کلام کلام الٰہی اور انبیاء ومرسلین کی احادیث کے بعد سب سے زیادہ حقیقت وصداقت پر مبنی ہوتا ہے اور اپنے اندر اپنے کہنے والوں کی پاکیزہ وبرگزیدہ شخصیت کا عکس ان کے خلوص وخیر خواہی کی جھلک، ان کی خدا شناسی وخدا ترسی کی معرفت وروحانیت، زندگی کے اسرار ورموز سے واقفیت اور حیات بعد الممات پر یقین اور کیمیائے سعادت اور نجات کے نسخوں کے علم وادراک کے نقوش رکھتا ہے، صوفیائے کرام ومشائخ عظام جن کی قابل رشک ولائق تقلید زندگیوں میں توحید وخدا شناسی کی روح، اتباع سیرت وسنت محمدیہ کے پاکیزہ جذبات، صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کے تابندہ نقوش، ذکر الٰہی کی گرمیاں، خوفِ خدا کی بے تابیاں اور فکر آخرت کی بے چینیاں، عشق حقیقی کا سوز وگداز اور تقرب الی اللہ وتعلق مع اللہ کا احساس ووجدان، اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہار وغلبۂ حق کا جذبۂ فراواں، بندگانِ خدا کے لیے خیر خواہی وخیر سگالی، نجات اخروی وسعادت دارین کی فکر اور اس کے لیے جہد مسلسل کی تجلیاں کارفرما ہوتی ہیں جن کی نگاہ بلند، جن کا سخن دل نواز اور جن کی جان عزیز پُرسوز ہوتی ہے اور جن کے اشارۂ چشم وابرو سے تقدیریں بدل جاتی ہیں اور زندگیوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور جن کے بارے میں کہا گیا ہے ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اور جن کے بارے میں اقبال نے کہا ہے ؎

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس اُن کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

ایسی پر تاثیر وصاحب تسخیر ہستیوں کی ایک نظر توجہ اور ایک نگاہ التفات، ان کی صحبت ومعیت کا ایک لمحہ، اور ان کا ایک حرفِ دعا بھی زندگی میں تغیر وتبدیلی اور انقلاب کا باعث ومحرک بن جاتا ہے اور یہی

تاثیر ان کے کلام میں بھی آجاتی ہے اور روحانی طور پر اس کے اثرات و مضمرات آئندہ زمانوں تک کارفرما اور کارگر رہتے ہیں اور ان کا سلسلۂ فیض وافادہ قائم ودائم رہتا ہے اور ''جائے بزرگاں بجائے بزرگاں'' کی طرح کلامِ بزرگاں، مقامِ بزرگاں اختیار کرلیتا ہے اور ان کے کلام میں ان کا سوزِ نفس، گرمیٔ قلب ونظر اور ان کا خلوص ودردِ دل محسوس کیا جاسکتا ہے جو سینوں سے سفینوں میں بھی منتقل ہو جاتا ہے۔

حضرت اسعدؒ کے مجموعۂ کلام میں عارفانہ وعاشقانہ بلند پایہ اور منتخب اشعار بڑی تعداد میں موجود ہیں جن میں سے چند بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ؎

تو مہربان ہے تو جہاں مہربان ہے
تو مہرباں نہیں تو جہاں مہرباں نہیں

پیدا ہے دل میں پیر مغاں کی نگاہ سے
وہ وسعت خیال کہ صحرا کہیں جسے

مستی میں دیکھئے مری فکر بلند کو
ادنیٰ ہے وہ مقام ثریا کہیں جسے

عشق کی دشواریوں نے کردیا کامل مجھے
اب کوئی مشکل نظر آتی نہیں مشکل مجھے

شوق کی وسعت مجھے منزل سے آگے لے گئی
میری ہمت نے کیا گم کردۂ منزل مجھے

آہ پھر مجروح کرتا ہوں وقارِ عشق کو
بے بلائے پھر کسی کی بزم میں جاتا ہوں میں

مجھے دنیا میں راحت ہے امید باغ رضواں سے
قفس میں دل کو بہلاتا ہوں میں یادِ گلستاں سے

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعدؔ
جس پہ دو چار گھڑی ذکرِ خدا ہوتا ہے

اسعدؔ کو عاشقی میں حاصل ہیں دستگاہیں
پہچانتا ہے ظالم ہر طرز کی نگاہیں

کسی کو ظلم کا مجھ کو کرم کا شکوئ ہے
نگاہِ لطف سے پہلے مرا یہ حال نہ تھا

وہ ذات ہے جنابِ رسالت مآبؐ کی
ادراک کی حدود سے بالا کہیں جسے

حضرت ناظم صاحبؒ کی سخن سنجی وسخن شناسی مشہور ومعروف ہے، جس کا کچھ نمونہ ان کے ادبی مکاتیب ''صحائف اسعد'' میں آگیا ہے جو مشہور شاعر الحاج تسکین قریشی میرٹھی کو لکھے گئے تھے ان کی سخن فہمی سے ان کی سخن گوئی کچھ کم نہ تھی جس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ان کے اشعار کی داد دینے والوں اور قدر کرنے والوں میں جناب جلیل مانک پوری، حضرت جگر مرادآبادی، الحاج تسکین قریشی، خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ اور حضرت مولانا علی میاںؒ جیسے اہل نظر حضرات بھی ہیں۔

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے عارفانہ کلام کی اشاعت کے شرف میں حضرت مولانا محمد عبدالقیوم صاحب مظاہری شاگرالاسعدی زیدمجدہ اور حضرت ناظمؒ صاحب کے حفید محترم شریک ہیں کہ ان حضرات نے حق شاگردی وحق فرزندی ادا کرنے کی سعادت ومسرت حاصل کی اور راقم الحروف بھی اپنی خامہ فرسائی کی بدولت خود کو اس سعادت ومسرت میں یک گونہ شریک سمجھتا ہے کہ میخانۂ اشرفی کے ایک رندِ بلانوش یعنی حضرت خواجہ مجذوبؒ نے کہا ہے کہ ؎

مستی کے لیے بوئے مئے تند ہے کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

اور بزرگوں نے بزرگوں ہی کے لیے کہا ہے کہ ان کا ہم نشیں وہم مجلس بھی محروم نہیں رہتا ہے ﴿ھم القوم الذین لایشقی جلیسھم﴾ بہرحال ''جمالِ ہم نشیں'' سے زیادہ ''خیالِ ہم نشیں'' کے جو اثرات دل ودماغ پر مرتب ہوئے ان کے زیرِ اثر کلامِ اسعدؒ پر یہ اظہار خیال کیا گیا۔ میرا احساس ہے کہ ''کلام اسعد'' میں سے کسی انتخاب کی ضرورت نہیں بلکہ وہ سراپا انتخاب ہے اور جو کچھ بھی ہے وہ ایک ادبی وروحانی تبرک، زرِ خالص وکیمیائے سعادت اور کبریت احمر ہے، اس لیے اس کے ظاہری ولفظی محاسن کے بجائے اس کے عرفانی ووجدانی، باطنی وروحانی، اخلاقی ومعنوی مطالب ومحاسن پر غور وفکر اور ان سے استفادہ کرنا چاہئے ؎

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

• • •

نعت شریف

مجھے کیا علم کیا تم ہو خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو کسی کا مُدّعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو ہمارا مُدّعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا ہی جانتا ہے بس کوئی کیا جانے کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

گروہِ رازدانِ نظمِ فطرت پر نہیں مخفی
یہ سب ہنگامۂ دنیا خبر ہے مبتدا تم ہو

فصاحت کو تحیُّر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا جنابِ مصطفٰے تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ لولا لما تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

گنہ گارانِ امت کا سہارا ذاتِ والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافعِ روزِ جزا تم ہو

یہ ربطِ باہمی امت کو وجہِ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

تمہارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلامِ بارگاہِ مصطفٰے تم ہو

نعت شریف

رشکِ جناں و عرش معلّٰی کہیں جسے
ہے وہ مکان گنبدِ خضرا کہیں جسے
وہ بات ٹھیک ہے شہِ بطحا سے جو سنو
وہ قول راست ہے شہِ بطحا کہیں جسے
جس نے بصدق پائے منور کو چھولیا
اس کا وہ ہاتھ ہے یدِ بیضا کہیں جسے
منّت کشِ بیاں نہیں طیبہ کی رفعتیں
جس کی ثریٰ بھی وہ ہے ثُریّا کہیں جسے
وہ ذات ہے جنابِ رسالت مآب کی
الفاظ کی حدود سے بالا کہیں جسے
ایماں فروز کیف کی فردوس ہے نہاں
اس عشق میں رسول کا سودا کہیں جسے
رہتی ہے تیرے اسعدِ بیخود کے سامنے
وہ بزمِ خاص عالمِ بالا کہیں جسے

نعت شریف

بروں از خیالم ثنائے محمدؐ
بدر از قیاسم بقائے محمدؐ
محمد بخواہم برائے خدایم
خدایم بخواہم برائے محمد
تمنائے کبریتِ احمر ندارم
چوں دارم بسر خاکپائے محمد
ستائش نیائش چہ گوئی تو اسعدؔ
خدا خود بگوید ثنائے محمد

یادِ ماضی

وہ عقل و نقل کے ارباب مجھ کو یاد آتے ہیں
وہ علم و فضل کے احباب مجھ کو یاد آتے ہیں
جنابِ محترم ناظم[۱] جنابِ قبلہ مولانا[۲]
اساتیذِ اولو الالباب مجھ کو یاد آتے ہیں
وہ علمی صحبتیں ، عمدہ کتابیں ، مستند عالم
نشاطِ روح کے اسباب مجھ کو یاد آتے ہیں
سہارنپور کے احباب مجھ کو یاد آتے ہیں
جمیل و مظہر و بیتاب مجھ کو یاد آتے ہیں
سخن دان و سخن فہم و سخن سنج و سخن آرا
وہ چرخِ شعر کے مہتاب مجھ کو یاد آتے ہیں
یہاں میں ڈھونڈتا ہوں جن کی خوش آیند تعبیریں
سہارنپور کے وہ خواب مجھ کو یاد آتے ہیں
سہارنپور کی ہر چیز مجھ کو یاد آتی ہے
ہوا و خاک و نار وآب مجھ کو یاد آتے ہیں
سہارنپور کی تہذیب مجھ کو یاد آتی ہے
سہارنپور کے آداب مجھ کو یاد آتے ہیں
سہارنپور کی ندی سہارنپور کے نالے
سہارنپور کے تالاب مجھ کو یاد آتے ہیں
سپاہی ، ڈاکٹر ، مختار ، آہنگر ، قلی ، دھوبی
بساطی ، مستری ، قصاب ، مجھ کو یاد آتے ہیں
عزیزانِ گرامی دم محمد ، احمد و ارشد
سعادت[۳] کے دُرِ نایاب مجھ کو یاد آتے ہیں
مفسر ، فلسفی ، نحوی ، محدّث ، منطقی ، صرفی
اصولی ، فقہ داں طلاب مجھ کو یاد آتے ہیں
شفاعت ، مولوی ادریس ، اظفار الحسن ، مقبول
مرے مخلص مرے احباب مجھ کو یاد آتے ہیں

۱؎ مولانا محمد عبداللطیف ناظم جامعہ ۲؎ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمبل پوری صدر مدرس ۳؎ اہلیہ محترمہ سعادت بیگم

تہنیت نامہ

بر مژدۂ غسلِ صحّت حکیم الامتؒ

آج میرے محترم کا غسلِ صحت ہوگیا ☆ قطرہ قطرہ گوہرِ بحرِ مسرت ہوگیا
پتہ پتہ دہر کا تصویرِ راحت ہوگیا ☆ ذرہ ذرہ جلوہ گاہِ حسنِ عشرت ہوگیا
آج میں مرہونِ لطف عیش و عشرت ہوگیا ☆ میرا قلبِ مضطرِب ممنونِ راحت ہوگیا
میری رگ رگ جھومتی ہے انبساطِ فرح سے ☆ ریشہ ریشہ وقفِ آثارِ مسرت ہوگیا
ہوگئیں میری دعائیں مستجابِ بارگاہ ☆ شکر ہے اچھا مرے بازو کی قوت ہوگیا
آج دنیا کو سناتا ہوں نویدِ ابتہاج ☆ چونکہ میں فرماں روائے ملکِ بہجت ہوگیا
میری امیدوں کا مرکز آپ کے اقدام ہیں ☆ آپ کی صحت سے تاباں نجمِ قسمت ہوگیا
لطف گستر سر سے پا تک میں ہوں تصویرِ نشاط ☆ آج مجھ پر کس قدر احسانِ قدرت ہوگیا
آج مجھ پر شادمانی کی حقیقت کھل گئی ☆ آج مجھ کو علمِ اسرارِ محبت ہوگیا
ہوگئے ہیں میرے جذباتِ جنوں زا مضمحل ☆ غسلِ صحت سے علاجِ جوشِ وحشت ہوگیا
دوڑتی پھرتی ہے رگ رگ میں شرابِ انبساط ☆ میں مجسم پیکرِ شادی و فرحت ہوگیا
جامہ میں پھولا خوشی سے میں سماتا ہی نہیں ☆ آج مجھ کو مدرسہ ہی باغِ جنت ہوگیا
ڈیڑھ مہ میں شافیِ مطلق نے صحت بخشدی ☆ اشک شوئی کا سبب یہ غسلِ صحت ہوگیا
ہوگئے مسرور رکھ کر انگلیاں حاذق طبیب ☆ گویا تارِ نبض تارِ سازِ عشرت ہوگیا
ہے نویدِ زندگانی غسلِ صحت کی خبر ☆ آبِ حیواں مجھ کو علم غسلِ صحت ہوگیا
مشتری نے گیت گائے رقص زہرہ نے کیا ☆ جلسۂ انجم فلک پر بزمِ عشرت ہوگیا
ضوفشاں ہیں دوستوں کی بزم میں گھی کے چراغ ☆ اور عدو پروانۂ شمعِ عداوت ہوگیا
ہوسکی مجھ سے نہ کچھ تیمارداری آپ کی ☆ داغِ حسرت میرے دل میں شوقِ خدمت ہوگیا
کیجئے میری خطائیں حسبۃً للہ عفو ☆ ہوگیا میں غرقِ دریائے ندامت ہوگیا
مجھ سے صبر وضبط کا دامن چھٹا جاتا ہے اب ☆ روز افزوں میرے دل میں جوشِ وحشت ہوگیا

اپنی بیحد لغزشوں سے ہوں نہایت شرمسار ☆ میں غریقِ بحرِ ذخّارِ خجالت ہوگیا
کیجئے اب جلد میری دستگیری کیجئے ☆ میرے حق میں آپ کا چھٹنا قیامت ہوگیا
ورنہ بیشک آپ سن لیں گے کہ فرطِ رنج سے ☆ اسعدِ اندوہ گیں دنیا سے رخصت ہوگیا
میرے جذباتِ نہاں الفاظ میں آتے نہیں ☆ مجھ کو اظہارِ الم بھی ایک آفت ہوگیا
اے مرے محسن میرے مخلص عنایت کیجئے ☆ آپ کا اسعد شکارِ رنج وآفت ہوگیا
آپ کے قدموں سے چھٹ کر آپ سے ہو کر جدا ☆ میں اسیرِ دامِ آلام و مصیبت ہوگیا
تہنیت نامہ یہ لکھا ہے وفورِ شوق میں ☆ ورنہ شغلِ شعر گوئی مجھ سے رخصت ہوگیا
گر قبول اُفتد زہے عزّ وشرف بندہ نواز ☆ لکھ دیا جو کچھ مہیا حسبِ طاقت ہوگیا
اے مرے اچھے مسیحا لیجئے جلدی خبر ☆ آپ کا اسعد مریضِ دردِ فرقت ہوگیا

میں رہوں گا آپ کا حلقہ بگوشِ بے درم
میرا دل آمادۂ عزمِ اطاعت ہوگیا

❁❁❁

بارگاہِ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نور اللہ مرقدہٗ

یہ غزل قلم برداشتہ حضرت مرشدی واستاذی حکیم الامت تھانویؒ کے تصور وخیال میں لکھی گئی

ہوں اگرچہ عتاب کی باتیں
ہیں مزے کی جناب کی باتیں

وہ حدیث و کتاب کی باتیں
یاد ہیں سب جناب کی باتیں

کیوں کرے وہ شراب کی باتیں
کرسکے جو جناب کی باتیں

میکدے سب کے سب ہوئے برباد
جب سے پھیلیں جناب کی باتیں

بے پئے لوگ مست ہوتے ہیں
کیف زا ہیں جناب کی باتیں

رشک آتا ہے جب سناتا ہوں
میں کسی کو جناب کی باتیں

کاش کھوتا نہ وقت کو واعظ
کاش کرتا جناب کی باتیں

یہ دعا ہے خدا کرے ہوجائیں
میری باتیں جناب کی باتیں

وائے قسمت، کہ میں رہوں محروم
اور سن لیں جناب کی باتیں

مجھ کو یہ افتخار ہے حضرت
میں نے لکھیں جناب کی باتیں

زینتِ گوشِ حق نیوشاں ہیں
ہیں لآلی جناب کی باتیں

ناز کرتا ہے اپنی قسمت پر
سننے والا جناب کی باتیں

کاش پیروں کو پوجنے والے
مجھ سے پوچھیں جناب کی باتیں

وجد آور ہیں کیف پرور ہیں
کس کی باتیں؟ جناب کی باتیں

اُس طرف ہے جنیدؒ کا قصہ
اس طرف ہیں جنابؐ کی باتیں

محترم ہیں جناب کے قصے
مغتنم ہیں جناب کی باتیں!

کیوں نہ ہو میرے وعظ میں تاثیر
جب سناؤں جناب کی باتیں

وجد کرتا ہے رقص کرتا ہے
سن کے اسعدؔ جناب کی باتیں

ناز کرتا ہے کلکِ اسعدؔ بھی
جس نے لکھیں جناب کی باتیں

غزلیات

اپنی دلکش زندگی کو سامنے لاتا ہوں میں
عاشقی کی مستند تاریخ دُہراتا ہوں میں
عشق کا رازِ نہاں دنیا کو سمجھاتا ہوں میں
حسن کی رنگینیوں میں گم ہوا جاتا ہوں میں
کیوں نہ آئے رشک میری رندیوں پر زہد کو
سر جھکا کر عرش کے پایوں کو چوم آتا ہوں میں
آج تک میں یہ نہیں سمجھا کہ ان کو دیکھ کر
ہوش جاتے ہیں مرے یا ہوش میں آتا ہوں میں
ہوں اگرچہ رونق افزائے کُنِشت و میکدہ
وعظ کہنے کے لئے مسجد کو بھی جاتا ہوں میں
دل کی دُنیا جگمگا اٹھی ہے نورِ حسن سے
یہ کتابِ عشق میں لکھا ہوا پاتا ہوں میں
ہو رہا ہے حیرتوں کا کس قدر دل پر ہجوم
حسن کے اسرار سے غافل ہوا جاتا ہوں میں
طالبِ صادق ہوں ترکِ مُدّعا ہے مُدّعا
وصل کے دھندلے تصور سے بھی گھبراتا ہوں میں
آہ پھر مجروح کرتا ہوں وقارِ عشق کو
بے بلائے پھر کسی کی بزم میں جاتا ہوں میں
آپ کے اشعار پڑھ کر اسعدِ رنگیں نوا
مست ہوجاتا ہوں میں، مدہوش ہوجاتا ہوں میں

تری نگاہ سے ہر چیز میں زمانے کی
سمٹ کے آگئی مستی شراب خانے کی
مذاقِ عشق کو بخشی ہے گرمیٔ تازہ
ہمیں ہے قدر بلا وجہ روٹھ جانے کی
گناہ گار ہوں لیکن مرا عقیدہ ہے
خدا کے لطف کو حاجت نہیں بہانے کی
کسی کے حسنِ دل آویز کا ہے آئینہ
جہاں میں دھوم نہ ہو کیوں مرے فسانے کی
مرا دماغِ محبت لطیف و نازک ہے
نہیں ہے تاب کڑی بات کے اُٹھانے کی
خدا کرے اسے اتنا ہی علم ہوجائے
ہمارا دل بھی ہے اک چیز آزمانے کی
وفا غرض ہے ، محبت ہوس ، خلوص نفاق
ہر ایک چیز برائی ہے اس زمانے کی
ہمیں حقیر نہ سمجھیں جنابِ شیخِ حرم
ہمارے دم سے ہے رونق شراب خانے کی
وفا شعار ہوں کچھ تو ملے صلہ مجھ کو
خدا کرے تجھے عادت رہے ستانے کی
رگوں میں خون کا دوران ہوگیا ہے فزوں
خبر ہے جب سے کسی مہرباں کے آنے کی
مجھے معاف ہی رکھیں کرم کی نظروں سے
کہ مجھ میں تاب نہیں اب ستم اٹھانے کی

بیانِ رازِ محبت ہو کس طرح رنگیں
زبانِ شوق میں جرأت نہیں سنانے کی

جنابِ شیخِ حرم ہیں مقیمِ بت خانہ
تری نگاہ نے بدلی روش زمانے کی

طریقِ جور وستم ہو گیا ہے رنگِ کہن
جدید طرز نکالو مجھے ستانے کی

ہمارے سامنے تو ڈونگی نہ لے واعظ
عیاں ہے ہم پہ ترا زہد و اتقا ، نیکی

بجھا دیا مری تربت کی شمع کو ظالم
یہ خوب کی ہے تلافی مجھے جلانے کی

بڑا مزہ ہو کہ ہم بات بات پر روٹھیں
وہ بار بار کریں کوششیں منانے کی

جنہیں ہے فکر مری قبر کے مٹانے کی
مٹائیں پہلے وہ شہرت مرے فسانے کی

چراغِ بزمِ عدو تو نہیں ہوں میں اسعد
وہ کیوں اٹھاتے ہیں زحمت مرے جلانے کی

❁❁❁

یہ کرامتیں ہیں کھلی ہوئی ترے حسنِ عشق نواز میں
کہ نہاں ہیں کیف کی جنتیں مرے دل کے سوز وگداز میں
اثرِ غرورِ تباہ کن ہے ترے سجودِ نیاز میں
خللِ عظیم ہے رونما شرفِ قبولِ نماز میں
مرا دل نفورِ مجاز ہے مجھے کیا ملے گا مجاز میں
نہ پھنسا خدا کے لئے مجھے رہ ورسمِ دور ودراز میں
نہ کرو شریک فقیہ کو مئے حسن وعشق کے راز میں
مرضِ جنوں میں ہے مبتلا اسے گفتگو ہے جواز میں
ترے حال میں ہوں ترقیاں ترے خلق میں ہوں بلندیاں
تری روح سجدہ کرے اگر بخلوصِ قلب نماز میں
مجھے فصلِ گل سے نہیں غرض مجھے چڑ ہے نامِ بہار سے
مرے دل میں قدر خزاں کی ہے کہ جنوں ہے پردۂ راز میں
ستم و کرم کی تمیز سے مرا ذوقِ حسن بلند ہے
ترا ہر شعار حسین ہے مری چشمِ عشق نواز میں
یہ جنوں کی ہیں علامتیں یہ ذہول کی ہیں عنایتیں
کہ حقیقتوں کو بھلادیا رہِ عشقِ حسنِ مجاز میں
کوئی وقفِ کیفِ حیات ہے کوئی محوِ رنگِ ممات ہے
ستم و کرم ہیں ملے ہوئے تری چشمِ سحر طراز میں
مری غفلتوں کی نہیں ہے حد، کہ گناہ وجرم ہیں بے عدد
عملِ نکو کا کہیں نشاں نہیں ساری عمرِ دراز میں
کبھی توڑتا ہے عتاب سے مرے شیشہ و بط و جام وخُم
کبھی مسکراکے وہ دلربا مجھے چھیڑتا ہے نماز میں

مرے دل میں جلوۂ نور ہے مری روح محوِ سرور ہے
کوئی نازنین ہے سامنے مزے آرہے ہیں نماز میں

اثرِ حسین و جمیل ہے، کششِ عجیب و غریب ہے
مرے عشقِ حسن فروز میں ترے حسنِ عشق نواز میں

کوئی وقفِ رقص وسرود ہے کوئی محوِ وجد وجود ہے
ترے ناز کا بھی ہے تذکرہ مری داستانِ نیاز میں

یہ نگاہِ حضرتِ تھانویؒ کا اثر ہے اسعدِ بے نوا
نظر آرہی ہے حقیقتیں تجھے اس جہانِ مجاز میں

نئی روح اسعدؔ نغز گو جذبات عشق میں پھونک دی
مئے معرفت ہے بھری ہوئی ترے شعرِ روح نواز میں

نوٹ: اس زمیں میں بڑے بڑے شعراء کی عمدہ غزلوں کے ہوتے ہوئے ارادہ نہ تھا لیکن عزیزم یعقوب صاحب کی فرمائش بلکہ اصرار پر یہ غزل لکھی گئی۔

میرا قلب درد پرور درسِ عبرت ہوگیا
رونقِ ہنگامۂ دنیائے الفت ہوگیا

دیں فروشی شیوۂ اربابِ ملت ہوگیا
کثرتِ کثرت میں گم مقصودِ وحدت ہوگیا

لذتِ دیوانگی ہی ہوشیاری ہوگئی
اور وحشت مانعِ اظہارِ وحشت ہوگیا

قصۂ ناکامیٔ جاوید الفت کیا کہوں
زندگی تو زندگی مرنا بھی الفت ہوگیا

قصۂ غم ہائے پنہاں اہلِ دانش کے لئے
باعثِ شادابیٔ گلزارِ اُلفت ہوگیا

ہر ادا ایماں رُبا، تقویٰ شکن، توبہ گسل
دیکھنا تم کو مضرِ زہد وطاعت ہوگیا

اسعدؔ کو عاشقی میں حاصل ہیں دستگاہیں
پہچانتا ہے ظالم ہر طرز کی نگاہیں
ساقی دکھا کے تو نے مستی بھری نگاہیں
پُرکیف بے خودی کی کھولی ہیں شاہراہیں
جب ہیں تری ادائیں فطرت کی جلوہ گاہیں
ذوقِ سلیم والے پھر کیوں تجھے نہ چاہیں
میں جانتا ہوں ساقی کیا ہیں تری نگاہیں
عشرت کی جا پناہیں جنت کی جلوہ گاہیں
کس درجہ کیف زا ہیں ساقی تری نگاہیں
رندوں کے میکدے ہیں زاہد کی خانقاہیں
یہ کون مست آیا زاہد کی محفلوں میں
کھلنے لگے عمامے گرنے لگیں کلاہیں
آباد ان میں کردے خدّامِ میکدہ کو
ویراں پڑی ہیں ساقی دنیا کی خانقاہیں
محشر میں کیا سناؤں جور و جفا کا قصہ
کچھ مجھ سے کہہ رہی ہیں وہ شرمگیں نگاہیں
معلوم کس طرح ہو ان کو ہماری حالت
لب پر ہے مسکراہٹ دل میں بھری ہیں آہیں
شوخی ہے میرا مشرب رندی ہے میرا مذہب
میں جانتا ہوں زاہد حسنِ عمل کی راہیں
یارب یہ کیا ستم ہے مولیٰ یہ کیا غضب ہے
ہم جس کو چاہتے ہیں وہ دوسروں کو چاہیں

آتا ہے وجد ان کو کرتا ہے رقص دشمن
شاید بدل گئی ہیں نغموں سے میری آہیں
واعظ کی انجمن تو کچھ چیز ہی نہیں ہے
دنیا الٹ کے رکھ دیں وہ سحر زا نگاہیں
میکش بہک رہے ہیں میخانہ کیا بلا ہے
دنیا کا ماحصل ہیں ظالم تری نگاہیں
شاید کوئی جفا جو آمادۂ کرم ہے
تبدیل ہورہی ہیں نغموں میں میری آہیں
لب پر ہے دین ورحماں دل میں ہے کفر وشیطاں
زاہد کے مدرسے ہیں عبرت کی درسگاہیں
جو تیرا مدّعا ہے وہ اپنا مدّعا ہے
فرقت میں ہم ہیں راضی نالے کریں نہ آہیں
عشقِ بُتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں
دنیا کو مستیوں کی دنیا بنارہی ہیں
وہ بادہ بار آنکھیں وہ کیف زا نگاہیں
کرنا پڑے گی اسعدؔ توبہ سے اب تو توبہ
ساقی نے ڈال دی ہے میرے گلے میں باہیں

❁❁❁

اس عشق میں کہ درد کی دنیا کہیں جسے
وہ لطف ہے کہ توشۂ عقبیٰ کہیں جسے
الفت بھی کیا بلا ہے تماشا کہیں جسے
قاتل مرا وہی ہے مسیحا کہیں جسے
کیوں محترم نہ ہو مرے دل میں جمال وحسن
جب دین وہ ہے ملتِ بیضا کہیں جسے
تکمیلِ فنِ عشق میں زاہد نہ کر قصور
یہ وہ کمال ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
کیسے نہ مجھ کو فخر ہو کہتا ہوں جب وہ شعر
رنگیں تخیلات کی دنیا کہیں جسے
ہوتا نہیں ہے دامنِ عشقِ لطیف پر
وہ داغِ بدنما کہ تمنا کہیں جسے
ممکن نہیں کہ اس میں تماشائے غیر ہو
میرا وہ دل ہے طورِ تجلی کہیں جسے
ناپاکیٔ خمار کا عنواں ہے وہ خمار
ممنونِ رسمِ بادہ و مینا کہیں جسے
مجھ کو دیا ہے صدقِ محبت نے وہ دماغ
بیگانۂ تخیلِ شکوئی کہیں جسے
بہتا ہے ہجر میں مری آنکھوں سے دم بدم
وہ سیلِ اشک خونِ تمنا کہیں جسے
کیوں کر مجھے عزیز نہ ہو تیرے عشق میں
وہ دردِ دل نشاط کی دنیا کہیں جسے

کھولا ہے میکدہ کے فقیروں نے بارہا
وہ رازِ حسن و عشق معمّا کہیں جسے

میرا ہے عاشقی میں وہ طغرائے امتیاز
پامالیٔ مذاقِ تمنا کہیں جسے

اُف اُف خرامِ ناز مئے فتنہ ہائے کفر
کیا چال ہے قیامتِ کبریٰ کہیں جسے

اسعدؔ اسی زمین میں ایک اور بھی ہمیں
ایسی غزل سناؤ کہ یکتا کہیں جسے

ایسا بنائے دل کو مجلیٰ کہیں جسے
ہر شیٔ میں ہے وہ بات تجلیٰ کہیں جسے

میں وہ ہوں عقل ونقل کا دریا کہیں جسے
ہر فن میں صاحبِ یدِ طولیٰ کہیں جسے

کیسے مجھے نہ ناز ہو پہلو میں ہے وہ دل
پاکیزگیٔ ذوق کی دنیا کہیں جسے

عیش و نشاط کے لئے ظالم اسے نہ توڑ
یہ دل وہ ہے کہ درد کی دنیا کہیں جسے

اُف اُف غضب غضب وہ نگاہِ سبو بدوش
شرمندہ سازِ مستیٔ صہبا کہیں جسے

چمکا رہا ہے روح کو وہ نورِ تابناک
عکسِ تجلیٔ رُخِ زیبا کہیں جسے

تیری ہر اک ادا سے عیاں ہے وہ ماجرا
بدمستیٔ شباب کی دنیا کہیں جسے

مجھ سے اگر کسی نے وفا کی تو کیا ہوا
یہ بھی ہے کوئی بات تماشا کہیں جسے
مجھ کو نہیں پسند وہ عشقِ ہوس اثر
شرمندۂ خیال تمنا کہیں جسے
پیدا ہے دل میں پیرِ مغاں کی نگاہ سے
وہ وسعت خیال کہ دریا کہیں جسے
مستی میں دیکھئے مری فکرِ بلند کو
ادنیٰ ہے وہ مقام ثریا کہیں جسے
رسمی تشکرات سے بہتر ہے لاکھ بار
وہ نازِ پُرخلوص کہ شکویٰ کہیں جسے
دے دے جنابِ شیخ کو ساقی فریبِ خُلد
ایسی پلا طہور مُصفا کہیں جسے
اسعدؔ نے سامعین کو مسحور کردیا
ایسی غزل سنائی سب اچھا کہیں جسے
اسعدؔ لکھ ایک نعت رسولِ کریم کی
امراضِ روح و دل کا مداوا کہیں جسے

آپ کیا پہلو سے اٹھے دم ہی رخصت ہوگیا
آہ پیغامِ اجل لفظِ اجازت ہوگیا

آرزوئے وصل ہے تہذیبِ الفت کے خلاف
ترکِ مطلب امتیازِ اہلِ الفت ہوگیا

عشق سے مقصود ہے کیفیتِ سوز و گداز
بوالہوس محوِ خیالِ لطف و لذت ہوگیا

مجھ کو خاموشی نے رسوائے زمانہ کردیا
میری سعیٔ ضبط سے اظہارِ الفت ہوگیا

دیکھیے آئینِ الفت کی لطافت دیکھیے
عرضِ مطلب داغِ دامانِ محبت ہوگیا

وائے بخت نارسا احسان آفت ہوگیا
آپ نے الفت سے دیکھا کوئی غارت ہوگیا

آپ بیشک بے خطا ہیں آپ بیشک بے قصور
میری قسمت مجھ کو آزارِ محبت ہوگیا

حسن صورت بے خطا ہے حسنِ سیرت بے قصور
آفتِ جاں حسنِ احساسِ طبیعت ہوگیا

وصل گر منظور ہوتا میں بھی ہوتا وقفِ وصل
آپ نے فرقت کو چاہا محوِ فرقت ہوگیا

دیں فروشی عادتِ اربابِ ملت ہوگیا
کثرتِ کثرت میں گم، مقصودِ وحدت ہوگیا

جلوہ ہائے حسن سے بیتاب ہونا لوٹنا
میری فطرت ہوگیا میری طبیعتِ ہوگیا

کس طرح ظاہر کیا ہے تونے اسعد کیفِ عشق
حسن والوں کو بھی شوقِ عشق و الفت ہوگیا

عجب زمانہ تھا جب آپ کا خیال نہ تھا
میں وقفِ کشمکشِ فرقت و وصال نہ تھا

جہانِ عشق کو آخر یہ ماننا ہی پڑا
ہمارا عشق بھی شرمندۂ مثال نہ تھا

سُوالِ دید پہ مدت کے بعد فرمایا
جواب جس کا ہو ممکن یہ وہ سُوال نہ تھا

مری حیات کو رنگیں بنادیا تونے
جنابِ شیخ کو اس کا ہی احتمال نہ تھا

کمال کرتے ہو صاحب کمال کرتے ہو
تمہیں خیال تھا میرا مجھے خیال نہ تھا

تجلیات کی جنت میں کھوگیا ہوں میں
مرے سجود میں اغیار کا خیال نہ تھا

کمالِ سوزِ نہاں کی ہے کار فرمائی
مزاجِ حسن سے پہلے یہ اشتغال نہ تھا

ستم ستم طلبِ جور پر تغافل ہے
کبھی تو لطف بھی منت کشِ سوال نہ تھا

کسی کو ظلم کا مجھ کو کرم کا شکوئہ ہے
نگاہِ لطف سے پہلے مرا یہ حال نہ تھا

تری جفا نے عقیدہ بدل دیا ظالم
مجھے گمانِ دل آزاریٔ جمال نہ تھا

عجیب عہد تھا اسعدؔ کہ حسنِ مطلق کو
رموزِ عشق کی تفصیل کا خیال نہ تھا

جو خالی حبِ دنیا سے مرا قلبِ حزیں ہوتا
نہ میں عارِ فلک ہوتا نہ میں ننگِ زمیں ہوتا

مرے دل کی حقیقت کیا لہو کا ایک قطرہ ہے
فقط اس واسطے کیا زیرِ بارِ آستیں ہوتا

مرے دستِ جنونِ پردہ در نے رکھ لیا پردہ
وگر نہ آستیں کا داغ بارِ آستیں ہوتا

ہماری چشمِ تر ہوتی کسی کی آستیں ہوتی
وفا پرور وہ دل مرہونِ لطفِ آستیں ہوتا

معارف اس سے پوشیدہ حقائق اس سے مخفی ہیں
جو عالم میں فدائے ملتِ بیضا نہیں ہوتا

مرے ناکام نالوں سے بہت مسرور ہوتا ہے
وگرنہ کیوں ہمیشہ رقص میں چرخِ بریں ہوتا

اُڑاتا دھجیاں قلب و جگر کی پنجۂ وحشت
ستم ہوتا اگر مجھ کو خیالِ آستیں ہوتا

ہماری حیرتِ خاموش نے بڑھ کر ستم ڈھایا
کہ بدبختی میں اب احساسِ کیفِ غم نہیں ہوتا

اگر شمعِ تجلائے جہاں انساں نہیں ہوتے
نہ یہ فرشِ زمیں ہوتا، نہ یہ عرشِ بریں ہوتا

تلوّن آپ کا ہر دم نشاط افزائے الفت ہے
کہ نغمہ ساز کا بے زیر و بم اچھا نہیں ہوتا

امید و یاس کی پیہم کشاکش سے پریشاں ہوں
کم از کم مجھ کو تیری بے وفائی کا یقیں ہوتا

کب تیرا حسن عشق کا آرامِ جاں نہ تھا
کب میرا عشق حسن کی روحِ رواں نہ تھا

کیسے مزے کے دن تھے کہ دردِ نہاں نہ تھا
آزارِ دل نہ تھا مجھے آزارِ جاں نہ تھا

میں بدگمانیوں سے وہاں تھا جہاں نہ تھا
تو اپنی شوخیوں سے وہاں تھا جہاں نہ تھا

کب میرے دل میں حسن کی دنیا عیاں نہ تھی
کب میرے دل میں عشق کا عالم نہاں نہ تھا

عاشق ہی خشتِ اولِ بنیادِ جلوہ ہے
جب یہ نہ تھا تو حسن کا عالم عیاں نہ تھا

شرمندگیٔ ذوق کو میرے نہ پوچھئے
ہم جس مکاں پہ پہونچے وہ اس کا مکاں نہ تھا

کب مجھ کو سوزِ قلب و جگر سے اماں ملی
کب میں تمہارے عشق میں آتش بجاں نہ تھا

آخر نہ ہوتی کیوں مری تربت پہ روشنی
کیا مجھ کو احترامِ جمالِ بتاں نہ تھا

کلِ جارہے تھے کیوں طرفِ شیخِ خانقاہ
اسعد تمہیں خیالِ عتابِ مغاں نہ تھا

اے حکیم الامتِ تھانہ بھون

آؤ بیٹھیں مرکزِ انوار کی باتیں کریں
نور برسائیں رخِ دل دار کی باتیں کریں

کب ہمیں شایاں ہے ہم اسرار کی باتیں کریں
یہ ہمارا منہ کہاں سرکار کی باتیں کریں

حوصلہ تو دیکھئے رندانِ بادہ نوش ...... کا
چاہتے ہیں چشمِ مستِ یار کی باتیں کریں

کیوں خجل ہوں کیا شکستِ توبہ کے قصے کہیں
نفع کیا کیوں کوششِ بیکار کی باتیں کریں

کیوں رہیں وابستگانِ الفتِ گلزار چپ
گل کا گر مضموں نہ سوجھے خار کی باتیں کریں

دوستوں کو یہ وصیت ہے چراغاں کی جگہ
میری تربت پر جمالِ یار کی باتیں کریں

خاک سمجھیں گے وہ ظاہر ہیں رموزِ معرفت
جو ہمیشہ شاہدِ بازار کی باتیں کریں

چاہتے ہیں اے حکیم الامتِ تھانہ بھون
آپ سے کچھ اسعدِ بیمار کی باتیں کریں

دل کے جذباتِ الم کا یہ تقاضا ہے حضور
رنج کے قصے کہیں آزار کی باتیں کریں

اب یہ خواہش ہے ہماری ہادیٔ راہِ خدا
آپ سے کچھ اسعدِ بیمار کی باتیں کریں

پرششِ راہِ چمن بھی خالی از لذت نہیں
کیوں سلوک وادیٔ پُر خار کی باتیں کریں

گو بہت ہے کامیابِ لذتِ دیدار ہیں
ہم کم از کم حسرتِ دیدار کی باتیں کریں

شور ہے جن کی مسیحائی کا سارے دہر میں
آؤ اُن سے اسعدِ بیمار کی باتیں کریں

اے اسیر النفس اسعدؔ تیرے یہ فعلِ قبیح
پھر یہ خواہش تجھ سے حضرت پیار کی باتیں کریں

میں ہوں مینخوار پلادے ساقی
وہ ہے غفار پلادے ساقی
کیوں ہے تکرار پلادے ساقی
کر نہ انکار پلادے ساقی
مئے دیدار پلادے ساقی
کردے سرشار پلادے ساقی
ہم بلا نوش ہیں بہکیں گے نہیں
لے لے اقرار پلادے ساقی
میں تو واعظ ہوں، نہ زاہد ہوں، نہ شیخ
مجھ کو کیا عار پلادے ساقی
تلخئ موت کو کردے شیریں
بر سرِ دار پلادے ساقی
کیوں سیہ مستوں سے غافل ہے تو
کردے ہشیار پلادے ساقی
دعوئ صبر غلط تھا بیشک
مان لی ہار پلادے ساقی
تیز ہو اور بہت زائد ہو
یہ ہے معیار پلادے ساقی
گنجِ انوار بنادے دل کو
مئے اسرار پلادے ساقی
محتسب کا ہے اگر خوف تجھے
پسِ دیوار پلادے ساقی

تجھ کو ان مست نگاہوں کی قسم
کر نہ انکار پلادے ساقی

شیخ کا ڈر ہے نہ واعظ کا خطر
سرِ بازار پلادے ساقی

ہے مرا ظاہر و باطن یکساں
چھوڑ تکرار پلادے ساقی

جبر سے میں نے تو کی ہے توبہ
تو ہے مختار پلادے ساقی

چھوڑ بھی فکر سبو و خم کو
بحرِ ذخار پلادے ساقی

جس میں مستی ہو تری آنکھوں کی
یہ ہے معیار پلادے ساقی

کیا خطا حلقہ بگوشوں سے ہوئی
کیوں ہے بیزار پلادے ساقی

اسعدِؔ خستہ کو محروم نہ کر
لے لے دستار پلادے ساقی

ذرا روئے روشن سے پردہ ہٹادے
مرے دل کی تاریکیوں کو مٹادے

دکھادے مجھے خاص جلوہ دکھادے
مجھے دین و دنیا سے غافل بنادے

مجھے قتل کردے ذرا مسکرادے
جہانِ محبت کو رنگیں بنادے

مرے دل کی گہرائیوں میں اتر جا
خدا را مری روح کو جگمگادے

ذرا روئے روشن سے پردہ ہٹاکر
مجھے نور کی چادروں میں چھپادے

مے ، و نغمہ و روئے رنگیں و گلفت
پلادے ، سنادے ، دکھادے ، مٹادے

عدو کی طرح قتل کردے مجھے بھی
مجھے بھی ستم گر جزائے وفا دے

تجھے دعویٰ رہنمائی ہے واعظ
کمالِ محبت کی راہیں دکھادے

تری کیف پرور نگاہوں کے قرباں
مجھے دین و دنیا سے غافل بنادے

یہ حسنِ سخن کا ہے معیار اسعدؔ
معانی ہوں رنگین ، الفاظ سادے

جب کسی دل میں چاہ ہوتی ہے
روح آتش پناہ ہوتی ہے
جس کی حالت تباہ ہوتی ہے
اس کی صورت گواہ ہوتی ہے

دل میں جب حبِّ جاہ ہوتی ہے
دل کی دنیا تباہ ہوتی ہے
روح جب جلوہ گاہ ہوتی ہے
روکشِ مہر و ماہ ہوتی ہے

عشق بازی گناہ ہوتی ہے
نوجوانی تباہ ہوتی ہے
جس جگہ خانقاہ ہوتی ہے
معصیت عذر خواہ ہوتی ہے

قہر کی جب نگاہ ہوتی ہے
میری حالت تباہ ہوتی ہے
حسن کی جو نگاہ ہوتی ہے
عشق کی شاہراہ ہوتی ہے

کون ہوتا ہے مونسِ شبِ غم
نالہ ہوتا ہے، آہ ہوتی ہے
آج آمادۂ کرم ہیں وہ
بے گناہی گناہ ہوتی ہے

شرحِ الفت کے مسئلے ہیں جدا
بے گناہی گناہ ہوتی ہے
حسنِ خود بیں کی شوخیاں توبہ
بے گناہی گناہ ہوتی ہے

ہجر کی رات اے معاذ اللہ
ساری دنیا تباہ ہوتی ہے
دل میں آتا ہے کیف کا سیلاب
لطف کی جب نگاہ ہوتی ہے

عہدِ الفت کی ہے یہی تکمیل
غیر سے رسم و راہ ہوتی ہے

جاگتا ہے اگر کسی کا بخت
عشق میں دستگاہ ہوتی ہے

ان کے کوچے میں مرنے والوں کی
خلد آرام گاہ ہوتی ہے

دیکھ لے منھ کے پھیرنے والے
دل کی دنیا تباہ ہوتی ہے

کل قیامت میں ہوگا منھ کالا
آج داڑھی سیاہ ہوتی ہے

زندگی جس کو لوگ کہتے ہیں
حالتِ اشتباہ ہوتی ہے

جس کو گوگردِ سرخ کہتے ہیں
وہ تری گردِ راہ ہوتی ہے

ناز کرتی ہے حسن کی فطرت
عاشقی جب تباہ ہوتی ہے

لیجئے آئے ہیں وہ تربت پر
مہر کی کب نگاہ ہوتی ہے

جس میں ہو امتیازِ رنج و خوشی
ایسی الفت گناہ ہوتی ہے

جو گرفتارِ عشق ہوتا ہے
اس کی صورت گواہ ہوتی ہے

صبر کو جو نہ کردے بیتابی
وہ بھی کوئی نگاہ ہوتی ہے

وہ بھی ہوتی ہے دیکھئے بدنام
جو نظر بے گناہ ہوتی ہے

گو بہت دور ہیں طفیلؔ مگر
یادِ شام و پگاہ ہوتی ہے

ہجر میں روشنی بھی اے اسعد
رشکِ بختِ سیاہ ہوتی ہے

(شیخ تھانویؒ)

کاش ہوتا جناب کو معلوم ☆ مبلغِ عشق مدعی کیا ہے
کار فرما نہ ہو نشاطِ عمل ☆ موت ہی موت زندگی کیا ہے
جانتے ہیں جنہیں ہے ذوقِ سلیم ☆ رُتبۂ شیخِ تھانویؒ کیا ہے
راز دانِ حیات سے پوچھو ☆ لذتِ علمِ معنوی کیا ہے
قتل کے بعد مجھ سے کہتے ہیں ☆ اور مرضی جناب کی کیا ہے
کیوں سناتے ہیں غیر کا قصہ ☆ مجھ سے آخر یہ دل لگی کیا ہے
آرزوئے وصال و بوس و کنار ☆ ہوسِ بد ہے، عاشقی کیا ہے
اے پرستارِ شیوۂ مغرب ☆ غور کر اسوۂ نبی کیا ہے
بے سبب کیوں بگڑتے رہتے ہیں ☆ روز کی یہ کشا کشی کیا ہے
لفظ میری مدد نہیں کرتے ☆ کیا بتاؤں کہ عاشقی کیا ہے
کاش ناصح مجھے بتادیتے ☆ رہزنی کیا ہے رہبری کیا ہے
کیا کروں عرض ، جانتا ہوں میں ☆ ادبِ راہِ عاشقی کیا ہے
محو ہوکر جمالِ معنیٰ میں ☆ ہم نے سمجھا ہے روشنی کیا ہے
شاعری کے ہیں آج وہ استاد ☆ جو نہیں جانتے روی کیا ہے
مکر و تزویر و کذب و عیاری ☆ اور تہذیبِ مغربی کیا ہے
ہم نے سمجھا ترے تصور سے ☆ راحتِ روحِ آدمی کیا ہے

وصل میں کیوں وفورِ حسرت ہے
بحر میں وجہِ تشنگی کیا ہے

ہم نے جس سے بھی آشنائی کی ☆ ہم سے اس نے ہی بے وفائی کی
حق بجانب ہو تم بجا ہے بجا ☆ میں نے کی میں نے بے وفائی کی
اُن سے ہم طالب وفا کیوں ہوں ☆ ہم کو عادت نہیں گدائی کی
بے وفائی سے بھی وفا نہ کرو ☆ تم کو عادت ہے بے وفائی کی
بے وفائی کا اس سے کیا شکوہٗ ☆ مجھ سے دل ہی نے بے وفائی کی
زلف وعارض پہ ہم نہیں مرتے ☆ اور ہے شان دل ربائی کی
شیخ کو رند کردیا میں نے ☆ نہ چلی کچھ بھی پارسائی کی
طالبِ وصل ہم نہ ہوں گے کبھی ☆ وصل تمہید ہے جدائی کی
بے وفا بھی نہیں ہو پورے تم ☆ کوئی حد بھی ہے بے وفائی کی
کیوں خجل ہوں حضور کے دشمن ☆ میں نے کی میں نے بے وفائی کی
شان پیدا ہے تیرے پر تو سے ☆ ذرّہ ذرّہ میں خود نمائی کی
جس قدر ہم نے کی وفا تم سے ☆ اس قدر تم نے بے وفائی کی

کس کا ذکرِ وفا کریں اسعد
جس نے کی ہم سے بے وفائی کی

آتے ہیں میرے قتل کا ساماں کئے ہوئے
مژگاں کو تیر تیر کو مژگاں کئے ہوئے
پیمانِ نقضِ عہد کو کیوں توڑتے نہیں
جب تم ہو نقضِ عہد کا پیماں کئے ہوئے
ہم لوٹتے ہیں لذتِ سوز و گداز عشق
دل وقفِ ترکِ حسرت و ارماں کئے ہوئے

عجب پر لطف میری عاشقی کی زندگانی ہے
نصیحت کی نصیحت ہے کہانی کی کہانی ہے
حقیقت میں بقا آثارِ کیفِ حسنِ فانی ہے
وفاتِ عشق میں مضمر حیاتِ جاودانی ہے
مکمل نقش محشر ہے کہ تیری نوجوانی ہے
یہاں قاصر ہمارا امتیازِ نکتہ دانی ہے
محبت میں کسی بیمار کی اتنی کہانی ہے
کہ زندہ ہے مگر محرومِ لطفِ زندگانی ہے
نہیں رکتی نہیں رکتی کسی صورت نہیں رکتی
تری شمشیر میں میری طبیعت کی روانی ہے
بہت مدت سے یہ احساس بھی اسعد نہیں ہوتا
کہ وقفِ یاس و ناکامی ہماری نوجوانی ہے

اس دل کو مگر دیکھئے تجھ پر ہی فدا ہے
وہ رنگ جدا تھا مرا یہ رنگ جدا ہے
کھاتا ہوں وہ غم جس نے کہ کھایا ہے جہاں کو
اس دردِ محبت کی بھی کیا خوب دوا ہے
اک اور ستم دیکھئے گو فال ہے اچھی
اس مرتبہ خط میں مجھے مرحوم لکھا ہے
مایوسٔ موہوم ستاتی ہے ہمیشہ
گو مجھ کو تری ذات سے اُمیدِ وفا ہے
اتنی بھی خبر جوشِ محبت میں نہیں اب
سرگرمِ وفا ہے کہ وہ مصروفِ جفا ہے
کیوں رشک نہ ہو تیرے شہیدوں پہ خضر کو
آغازِ حیاتِ ابدٗ انجام فنا ہے
اے پوچھنے والو تمہیں کیا خاک بتائے
جو خود بھی نہیں جانتا کیا دیکھ رہا ہے

جو فنونِ عشق میں کامل نہیں ☆ اس کو کیفِ زندگی حاصل نہیں
سعئ لا حاصل بھی لاحاصل نہیں ☆ کیف کی جنت ہے ذوقِ انہماک
بحرِ الفت کا کوئی ساحل نہیں ☆ پار ہونے کا تصور ہی غلط
تیرا دل ہی عشق کے قابل نہیں ☆ سن کہ شکوئ سنجِ حُسنِ خوش ادا
آج قابو میں ہمارا دل نہیں ☆ ماجرا کیا ہے نہیں کھلتا ہے کچھ
کیفِ روحانی ہے دردِ دل نہیں ☆ اس میں مضمر ہے نشاطِ زندگی
کوئی مشکل بھی مجھے مشکل نہیں ☆ قدر دانِ مُدّعائے دوست ہوں
آرزوئے ساحل و منزل نہیں ☆ ذوق و شوقِ رہ نوردی دیکھئے
میکدہ والوں میں جو شامل نہیں ☆ اس کو کیا ہو کیفِ ذوق وذوقِ کیف
جو تمہاری یاد سے غافل نہیں ☆ کیوں نہ ہو دنیا سے غافل کیوں نہ ہو
مذہبِ رنداں میں جو شامل نہیں ☆ خاک سمجھے گا وہ رازِ کن فکاں
بے بہا نعمت ہے دردِ دل نہیں ☆ گوشہ گوشہ دل کا ہے فردوسِ کیف

عشقِ اسعد کی بلندی دیکھئے
آشنائے آرزوئے دل نہیں

غیر کے یار ہوئے جاتے ہیں ☆ مجھ سے بیزار ہوئے جاتے ہیں
ان کے انکار ہوئے جاتے ہیں ☆ میرے اصرار ہوئے جاتے ہیں
مجھ سے اقرار ہوئے جاتے ہیں ☆ غیر سے پیار ہوئے جاتے ہیں
عشق میں خوار ہوئے جاتے ہیں ☆ روز بڑھتے ہیں ہمارے رتبے
یار اغیار ہوئے جاتے ہیں ☆ دوست کرتے ہیں نصیحت ہم کو
وہ جفا کار ہوئے جاتے ہیں ☆ دیکھ ناعاقبت اندیشِ وفا
مستِ پندار ہوئے جاتے ہیں ☆ جب سے دیکھا ہے کسی کا جلوہ
وہ وفادار ہوئے جاتے ہیں ☆ عشق کا لطف مٹا جاتا ہے
مست ہشیار ہوئے جاتے ہیں ☆ دیکھ پر کیف نگاہوں والے
پھول بھی خار ہوئے جاتے ہیں ☆ ہجر کی رات الٰہی توبہ
ہم گنہ گار ہوئے جاتے ہیں ☆ عشق سے کرتے ہیں توبہ توبہ

اس سہی قد کو پیار کرتا ہوں ☆ راستی اختیار کرتا ہوں
عمر کو خوشگوار کرتا ہوں ☆ حسن والوں کو پیار کرتا ہوں
چشم کو اشکبار کرتا ہوں ☆ روح کو آبدار کرتا ہوں
یہ بھی اس کا ہی پیار ہے واعظ ☆ میں اگر اس کو پیار کرتا ہوں
عشق کو حسن کرلیا میں نے ☆ آپ اپنے کو پیار کرتا ہوں
کس قدر میں قضا سے ہوں بے خوف ☆ آپ کا انتظار کرتا ہوں
ہو کے غافل شرابِ رندی سے ☆ روح کو ہوشیار کرتا ہوں
پیار کرنا مجھے نہیں آتا ☆ کیسے کہدوں کہ پیار کرتا ہوں
دم بدم کوئی کھینچتا ہے مجھے ☆ ہر گھڑی یار یار کرتا ہوں
کھینچ لاتا ہوں جذبِ کامل سے ☆ خالی ہاتھوں شکار کرتا ہوں
آپ کو اعتبار ہے میرا ☆ آپ کا اعتبار کرتا ہوں
ضبط کی انتہا پسندی سے ☆ درد کو بے قرار کرتا ہوں
مجھ کو نازش ہے اپنی ہمت پر ☆ آپ جیسوں کو پیار کرتا ہوں
ہجر میں دن کو تنکے چنتا ہوں ☆ شب کو تارے شمار کرتا ہوں

حسن تک دسترس نہیں اسعدؔ
عشقِ کامل کو پیار کرتا ہوں

کیا کہوں خواہشِ دلی کیا ہے ☆ جانتا ہوں تری خوشی کیا ہے
ہم ہیں پرکیف بے خودی سے مست ☆ کیا خبر ہم کو آگہی کیا ہے
دل ہی پہلو میں جب نہیں میرے ☆ کیا کہوں مقصدِ دلی کیا ہے
جان دینا جسے نہیں آتا ☆ خاک جانے گا دلدہی کیا ہے
جو ہیں پروردۂ غمِ الفت ☆ وہ نہیں جانتے خوشی کیا ہے
خاکِ پاکِ درِ نبی کے سوا ☆ سرمۂ چشمِ اسعدی کیا ہے
کوئی پوچھے ایاز کے دل سے ☆ مسلکِ پاکِ غزنوی کیا ہے

ایک پر کیف بیخودی ہے عشق ☆ سامنے اس کے آگہی کیا ہے
تجھ کو کیا علم اے رقیب نواز ☆ دوستی کیا ہے دشمنی کیا ہے
صورتم بیں و حالِ زار مپرس ☆ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
حسن والے پسند کرتے ہیں ☆ اور حسنِ سخن وری کیا ہے
حسنِ معصوم کی تجلی دیکھ ☆ تابشِ شاہِ خاوری کیا ہے
تجھ کو کیا علم شیخ ظاہر بیں ☆ جلوۂ حسنِ سرمدی کیا ہے
جانتے ہیں ادا شناسِ جمال ☆ شوخیٔ طرزِ دلبری کیا ہے
اے پرستارِ عالمِ صورت ☆ سوچ دنیائے معنوی کیا ہے
مجھ کو تیری خوشی سے مطلب ہے ☆ کیا بتاؤں مری خوشی کیا ہے
کیا خبر بیخودِ محبت کو ☆ حور کیا چیز ہے پری کیا ہے
بے نیازی تمہارا شیوہ ہے ☆ تم کو کیا علم بے کسی کیا ہے
زر پرستوں کو کیا خبر اسعدؔ ☆ فقر میں شانِ خسروی کیا ہے
کیا بتائیں کسی کو ہم اسعد ☆ کیفِ اسرارِ باطنی کیا ہے
دل ہیں لذت شناس سوز وگداز ☆ اور مقصودِ عاشقی کیا ہے

لوگ کہتے ہیں ذکرِ اسعد پر
اک فرشتہ ہے آدمی کیا ہے

شغلِ جامِ شراب کون کرے ☆ کارِ قہر و عذاب کون کرے
حسن کو بے نقاب کون کرے ☆ عشق کو بے حساب کون کرے
علم سے اجتناب کون کرے ☆ زندگی کو خراب کون کرے
کوششِ ناصواب کون کرے ☆ عاقبت کو خراب کون کرے
بات کرتے ہیں باادب سے سب ☆ بے ادب سے خطاب کون کرے
اپنی زلفوں کو کھول دے ساقی ☆ انتظارِ سحاب کون کرے
جس کو دیکھا شکارِ غفلت ہے ☆ فکرِ روزِ حساب کون کرے
کیوں جلیں آتشِ حسد میں ہم ☆ اپنے دل کو کباب کون کرے

کھیل میں تم تو وقت کھوتے ہو
فکرِ علم و کتاب کون کرے

عمر بھر لذتِ سوزِ غمِ پنہاں آئے ☆ راس یارب نہ مرے درد کو درماں آئے

میری وحشت نہ ہو کیوں پاسِ جنوں پر غالب ☆ کیوں مرا دست جنوں تا بگریباں آئے

کچھ بتاتے ہی نہیں ہم کو یہ آنے والے ☆ کیوں تری بزم سے انگشت بدنداں آئے

جان پڑ جائے نئی مردہ دلوں میں اسعد ☆ بزمِ واعظ میں جو وہ عیسیٰ دوراں آئے

خون پھر جوش میں آیا ہے مسلمانوں کا
پھر نظر سطوتِ اسلام کے ساماں آئے

سوز سے معمور ہے میرا بیانِ زندگی
درد کی دنیا ہے میری داستانِ زندگی
فقرہ فقرہ میں نہاں ہے عالمِ سوز وگداز
کون سن سکتا ہے میری داستانِ زندگی
بار بار آتا ہے حسنِ جانفزا کا تذکرہ
کیوں نہ ہو دلچسپ میری داستانِ زندگی
آسماں والے بھی لکھتے ہیں نہایت شوق سے
کس قدر پُر لطف ہے میرا بیانِ زندگی
یاس وناکامی وحرماں کے سوا کچھ بھی نہیں
کیا سناؤں میں کسی کو داستانِ زندگی

گم ہوا ہوں حسن کے انوار میں
محو رہتا ہوں خیالِ یار میں
جلوہ گر ہیں حسن کی رنگینیاں
تیرے ہر طرزِ نشاط آثار میں
روح چمکی دل مجلیٰ ہوگیا
جانے کیا دیکھا جمالِ یار میں
دیکھئے فطرت کا حسنِ انتظام
بجلیاں بھر دیں نگاہ یار میں
فتنہ گار و فتنہ بار و فتنہ گر
کیا ادائیں ہیں بتِ عیار میں
حور تو جاتی نہیں ہے نار میں
کیوں گئے تم محفلِ اغیار میں
حسنِ جاناں چشمِ اسعد کے لئے
جلوہ گر ہے ہر در و دیوار میں

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم
بر سرِ منبر سنائیں گے ترا افسانہ ہم
ہر جگہ پر دیکھتے ہیں جلوۂ جانانہ ہم
ہوگئے قائل ترے اے کوششِ رندانہ ہم
آپ کی مخصوص نظروں نے شناسا کردیا
کیوں نہ سمجھیں امتیازِ کعبہ و بتخانہ ہم
باغباں سے بلبل و گل نے چھپایا تھا جسے
سن رہے ہیں پتے پتے سے وہی افسانہ ہم
پھر ہماری اصل فطرت کار فرما ہوگئی
چھوڑ کر کعبہ چلے پھر جانبِ بتخانہ ہم

چاہتا ہے یہی اب دستِ جنوں فن میرا
دامنِ حشر سے سی دے کوئی دامن میرا

ہائے افسردگیٔ خاطرِ وحشت پرور
فصلِ گل میں بھی دریدہ نہیں دامن میرا

بزم میں مجھ سے وہ اس واسطے بچ کر بیٹھے
آستیں بن کے لپٹ جائے نہ دامن میرا

پھول بھرتا ہے نہ کانٹوں سے الجھتا ہے کبھی
کوتہی سے کسی قابل نہیں دامن میرا

خویش پھر خویش ہے گو غیر کا تابع ہی سہی
خون ہوکر بھی ہے دل زینتِ دامن میرا

حشر میں پاسِ ادب چاہئے دستِ وحشت
یہ گریباں ہے کسی کا نہیں دامن میرا

لختہائے دلِ خوں گشتہ وہ آنکھوں سے بہے
سلکِ یاقوت ہے ہر رشتۂ دامن میرا

وہ بھی کیا دن تھے کہ محفل سے اٹھانے والے
جب میں اٹھتا تھا پکڑ لیتے تھے دامن میرا

دھجیاں خوب اڑاؤں میں جنوں میں اس کی
کاش ناصح کا گریبان ہو دامن میرا

کس قدر نیک گماں ہے بُتِ بد ظن میرا
حرکتِ دل کو سمجھتا ہے جو شیون میرا

کیسے باتوں میں نہ آؤں کہ ہر اک بات پہ جب
دوست کا نام لیا کرتا ہے دشمن میرا

پیکرِ سوز ہے ہر قطرۂ خونیں تن میں
برق ساماں ہے ہر اک دانۂ خرمن میرا

قلب بے چین ہے جاں سوز نگاہوں کے لئے
برق کے واسطے بیتاب ہے خرمن میرا

جاذبِ برق شرر پاش ہے تنکا تنکا
میری بربادی کا ساماں ہے نشیمن میرا

راہ پر حضرتِ ناصح کو لگا لایا ہوں
اب تو گھنٹوں وہ سنا کرتے ہیں شیون میرا

ٹوٹ کر گرتا ہے اسعدؔ نگہِ یار پہ دل
برق کو اڑ کے لپٹتا ہے نشیمن میرا

تضمین

کامیابِ مُدّعا کردو میری تدبیر کو
سوچتے کیا ہو بڑھادو عزت و توقیر کو
دیکھتے کیا ہو دکھادو حسن کی تاثیر کو
جگمگادو خاص نظروں سے میری تقدیر کو
ہر رگ وریشہ میں بھردو کیف زا تنویر کو

حسن والے کیوں نہ اٹھیں عزت وتوقیر کو
کیوں نہ دیکھے رشک سے دنیا مری تقدیر کو
کام میں لایا میں اپنی قوتِ تدبیر کو
دیکھئے پیدا سیاہی سے کیا تنویر کو
میں نے آنکھوں سے لگاکر آپ کی تصویر کو

کاش دیکھیں! میرے ذوقِ پاک وکیف انگیز نے
کاش جانیں! میرے میلانِ لطافت خیز نے
کاش مانیں! میرے احساسِ لطافت بیز نے
کاش سمجھیں! میری چشمِ شوق والفت ریزے
اُن کی آنکھوں میں دو بالا کردیا تنویر کو

گو حقیقت میں ہے یہ رنج ومصیبت کی تلاش
گو مرا ہر عضوتن ہوتا ہے وقفِ ارتعاش
گومرے قلب وجگر ہوتے ہیں پھٹ کر پاش پاش
گو لکھے ہوتے ہیں صدہا طعنہائے دل خراش
پھر بھی سو سو بار پڑھتا ہوں تری تحریر کو

یا تو تھی دائم مجھے آرام وراحت کی تلاش
یا بنا ہوں خرمنِ دل کے لئے خود برق پاش
وائے قسمت ہوگیا محکوم قلب بدمعاش
گو لکھے ہوتے ہیں صدہا طعنہائے دل خراش
پھر بھی سو سو بار پڑھتا ہوں تری تحریر کو

ابتدائے عاشقی سے ہے یہی رنگ وقماش
دل سے یہ تاکید ہے غافل مشو غافل مباش
آنکھ سے کہتا ہوں دائم می خراش ومی تراش
گو لکھے ہوتے ہیں صدہا طعنہائے دل خراش
پھر بھی سو سو بار پڑھتا ہوں تری تحریر کو

خواب میں بھی اب خیال آتا نہیں فریاد کا
ہوگیا نقصان پورا عشرتِ برباد کا
اوج پر چمکا ستارہ قسمتِ ناشاد کا
میرے ہاتھ آیا خلاصہ عالمِ ایجاد کا
دل میں کندہ کرلیا ہے آپ کی تصویر کو

ہر ادا ہے فتنہ کار و فتنہ بار و فتنہ زا
ہر اشارہ ہے تعجب پرور و حیرت فزا
ہر کرشمہ دل فریب و دلستان ودلربا
حسن والے بھی ہیں کتنے شوخ وکافر ماجرا
سرمہ سے دونا کیا ہے حسن کی تنویر کو

حشر کا تھا سامنا میرے جنازہ کی نماز
اس کے حق میں تھی بلا میرے جنازہ کی نماز
وہ سمجھتا تھا قضا میرے جنازہ کی نماز
کی تیمم سے ادا میرے جنازہ کی نماز
کس قدر مجھ سے کدورت تھی بتِ بے پیر کو

حسن والوں کو بھی کتنی یاد ہیں عیاریاں
الحفیظ و الغیاث و العیاذ و الاماں
کیا تماشا ہے نہیں ہوتا ہے کوئی بدگماں
مجھ کو بھی مسرور رکھتے ہیں اسے بھی شادماں
وہ مٹاتے ہیں بناکر غیر کی تصویر کو

ہاتھ بھی چلتا تھا اور ان کی زباں بھی الاماں
تجھ کو اسعد قتل کرتے ہیں وہ دے کر گالیاں
ہم نے تیرے ہونٹ پر دیکھا نئی تکبیر کو

مرا سونا ہے محوِ زلفِ عنبر بار ہوجانا
خیالِ روئے روشن ہے مرا بیدار ہوجانا
معانی خیز نظروں کا جگر کے پار ہوجانا
مرے سینے کا ہے گنجینۂ اسرار ہوجانا
یہی ہے عاشقوں کا محرمِ اسرار ہوجانا
کسی کو دیکھ لینا صورتِ دیوار ہوجانا
مرے منھ سے بجائے سانس کے شعلے نکلتے ہیں
تماشا ہے محبت میں ہوا کا نار ہوجانا
تمہارے رازِ سربستہ کو طشت از بام کرتا ہے
ہمارے درد کا ناقابلِ اظہار ہوجانا
عجب اعجاز ہے پیارے تری ترچھی نگاہوں میں
نہ دینا جسم کو چرکا جگر کے پار ہوجانا
کسی کا سامنے آکر پسِ دیوار ہوجانا
مرا مستِ شرابِ شربتِ دیدار ہوجانا
شعاعِ حسنِ حیرت زا نقابِ روئے زیبا ہے
عبث ہے دیکھ کر مجھ کو پسِ دیوار ہوجانا

مجھے مایوس کرتے ہیں مجھے مانوس کرتے ہیں
کبھی زحمت اثر ہوکر کبھی رحمت نشاں ہوکر
حقیقت میں نہایت مغتنم تھا وقتِ بے مہری
مری جاں پر بنادی ہے کسی نے مہرباں ہوکر
تمہیں پہلے ہی اسعد عشق سے ہم منع کرتے تھے
غضب میں آگئے ہو عاشقِ حسنِ بتاں ہوکر
دعا دیتا ہے یہ اسعد کسی گلزارِ خوبی کو
پھلو پھولو زمانہ میں بہارِ بے خزاں ہوکر

کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی
شاخِ اُمید پر ثمر نہ ہوئی

بڑھ گیا اور دردِ سوز و گداز
کار گر فکرِ چارہ گر نہ ہوئی

تابِ نظارہ کوئی لا نہ سکا
اس لئے آپ کو نظر نہ ہوئی

کون سے دن ترے تصور سے
میری شب روکشِ سحر نہ ہوئی

جس کو دیکھا اسی کا کام کیا
تیغ بُرّاں ہوئی نظر نہ ہوئی

اس کو منزل کی کیا خبر جس کی
نگہِ لطف راہبر نہ ہوئی

سعی بیکار کا مزہ آیا
کامیابی ہمیں اگر نہ ہوئی

بیخودی کا کوئی ٹھکانا ہے
کوئی آیا ہمیں خبر نہ ہوئی

جس نے اس کی کوئی خبر پائی
اس کو اپنی کبھی خبر نہ ہوئی

اس کو کیا عید کا مزہ آیا
عید جس غم زدہ کی گھر نہ ہوئی

ہجر کی شب بھی کیا قیامت تھی
عمر گذری مگر سحر نہ ہوئی

لطف سے جس نے تم کو دیکھ لیا
اس کو تسکین عمر بھر نہ ہوئی

نالہ شرمندۂ کشش نہ ہوا
آہ منت کشِ اثر نہ ہوئی

عمر بھر روز و شب گذرتے رہے
ختم روودادِ غم مگر نہ ہوئی

جان جن کو عزیز تھی اسعد
اُن سے طے راہِ پُر خطر نہ ہوئی

جوابِ بخت اسکندر میں یہ بختِ زبوں کرلوں
اگر پیدا خدا کی یاد سے دل میں سکوں کرلوں
بہت ممکن ہے پیدا وجہِ تسکینِ دروں کرلوں
اگر میں اتباعِ مشربِ اہلِ جنوں کرلوں
نظامِ زندگانی ہے پریشانی سے وابستہ
اسی کا نام ہے مرنا کہ دل کو پُر سکوں کرلوں

غیر سے رسم و راہ کرتا ہوں
جو نہ کرتا تھا آہ کرتا ہوں

رات دن میں گناہ کرتا ہوں
زندگانی تباہ کرتا ہوں

عشق میں آہ آہ کرتا ہوں
بے خودی میں گناہ کرتا ہوں

ان کا ہر دم خیال رہتا ہے
یاد شام و پگاہ کرتا ہوں

کیا بتاؤں میں پوچھنے والو
حسن سے کیوں نباہ کرتا ہوں

بارگاہِ جمال میں بھی میں
طلبِ عزّ و جاہ کرتا ہوں

ہجر میں اور شغل کیا ہوتا
نالہ کرتا ہوں آہ کرتا ہوں

میری فطرت میں ہے وفا داخل
غیر سے بھی نباہ کرتا ہوں

توڑتا ہوں بہار میں توبہ
کتنا رنگیں گناہ کرتا ہوں

تیری فرقت میں اے جفا پرور
رات دن آہ آہ کرتا ہوں

قصد کرتا ہوں ترکِ الفت کا
ہائے کیسا گناہ کرتا ہوں

جرأتِ شوق اے معاذ اللہ
ان کی جانب نگاہ کرتا ہوں

مجھ کو کس کی تلاش ہے اسعد
ہر طرف کیوں نگاہ کرتا ہوں

بالائے بام سامنے آکر چلے گئے
دنیا کو بے قرار بنا کر چلے گئے

ہم سے وہ دل کی بات چھپا کر چلے گئے
غیروں کو راز دار بنا کر چلے گئے

وہ ہم کو بے وقوف بنا کر چلے گئے
وعدوں کا سبز باغ دکھا کر چلے گئے

داغوں سے میرا سینہ سجا کر چلے گئے
کیا کیا نئے شگوفے کھلا کر چلے گئے

کتنے بنے ہوئے تھے بنا کر چلے گئے
وہ چٹکیوں میں ہم کو اُڑا کر چلے گئے

وہ خرمنِ سکون جلا کر چلے گئے
قلب و جگر میں آگ لگا کر چلے گئے

مجھ کو وہ عمر بھر کے لئے اک نگاہ سے
بیگانۂ سرور بنا کر چلے گئے

آگاہ کر گئے مجھے اسرارِ عشق سے
لذت شناسِ درد بنا کر چلے گئے

اب ان کا دلفریب تصور ہے اور میں
میرے دل و دماغ پہ چھا کر چلے گئے

سنگیں دلست ہر کہ بظاہر ملائم است
اس تجربہ پہ مہر لگا کر چلے گئے

ہم سے تو ہاتھ تک نہ ملایا سفر کے وقت
اغیار کو گلے سے لگا کر چلے گئے

افسوس جن سے چارۂ وحشت کی تھی امید
وحشت میں چار چاند لگا کر چلے گئے

دعوے تھے جن کو حسنِ عقیدت کے رات دن
چوروں کی طرح منہ کو چھپا کر چلے گئے

اب کس پہ اعتماد جہاں میں کرے کوئی
صدیق باندویؒ بھی ستا کر چلے گئے

عبدِ الوحید تم نے یہ کیسا غضب کیا
اسعدؔ کو بے قرار بنا کر چلے گئے

دھوکہ ، دغا ، دروغ ، دغل ، کید الحذر
کیا کیا تماشا ہم کو دکھا کر چلے گئے

اسعدؔ تو تم کو سارے جہاں سے عزیز تھا
یہ کیا کیا کہ اس کو بھلا کر چلے گئے

عشق کی دشواریوں نے کردیا کامل مجھے
اب کوئی مشکل نظر آتی نہیں مشکل مجھے
شوق کی وسعت مجھے منزل سے آگے لے گئی
میری ہمت نے کیا گم کردۂ منزل مجھے
کیا تجلی ریزیاں تھیں التفاتِ خاص میں
آپ نے دنیا و دیں سے کردیا غافل مجھے
تابشوں نے حسن کی نظروں کو خیرہ کردیا
روح کی بیداریوں نے کردیا غافل مجھے

غیر کی باتوں میں آکر چل دئے
مجھ کو نظروں سے گراکر چل دئے

ہم سے ہر شئے کو چھپاکر چل دئے
غیر کو ہر شئے بتاکر چل دئے

بے سبب مجھ کو رلاکر چل دئے
غیر کو مجھ پر ہنساکر چل دئے

اب کسی سے مار کھاسکتا نہیں
وہ سبق ایسا پڑھاکر چل دئے

یہ بھی جانے کا طریقہ ہے کوئی
پانی پت کو منھ چھپاکر چل دئے

عمر بھر مجھ کو رلانے کے لئے
چپکے سے ساماں اٹھاکر چل دئے

میں کسی کو منھ دکھاسکتا نہیں
جب سے تم منھ کو چھپاکر چل دئے

ایک خط بھی تو نہ لکھا آپ نے
اس طرح ہم کو بھلاکر چل دئے

رات دن رہتا ہے مجھ کو اختلاج
کیسی آفت میں پھنساکر چل دئے

نیند غائب، بھوک غائب، دل میں حزن
روگ وہ کیا کیا لگاکر چل دئے

دوستوں کو در حدیثِ دیگراں
آپ بیتی وہ سناکر چل دئے

تم کو اسعدؔ کا نہیں آیا خیال
اپنی قسموں کو بھلاکر چل دئے

عشق کو رنگیں بنا کر چل دیئے
خون کے آنسو رلا کر چل دیئے

حسن کے جلوے دکھا کر چل دیئے
عشق میں ہم کو پھنسا کر چل دیئے

وہ مرے دل کو دُکھا کر چل دیئے
خانۂ کعبہ کو ڈھا کر چل دیئے

کیا ہوئی وہ مہربانی آپ کی
کیوں مجھے مضطر بنا کر چل دیئے

آج تک سنتے تھے جو انجامِ عشق
آپ وہ سب کچھ دکھا کر چل دیئے

رنجِ پیہم سے گھُلا جاتا ہوں میں
روگ وہ کیسا لگا کر چل دیئے

لے لیا حسنِ وفا کا انتقام
تہمتیں مجھ پر لگا کر چل دیئے

جیسے ہم سے کچھ تعارف ہی نہ تھا
اس طرح منھ کو چھپا کر چل دیئے

ہائے وہ میرے نہ ہرگز ہو سکے
اور مجھے اپنا بنا کر چل دیئے

تھی یہی صدقِ محبت کی سزا
وہ مجھے رسوا بنا کر چل دیئے

ہوش میرے ساتھ اپنے لے گئے
مجھ کو دیوانہ بنا کر چل دیئے

مجھ کو تربت میں جلانے کے لئے
شمعِ تربت کو بجھا کر چل دیئے

میں سمجھتا تھا جنہیں وجہِ سکوں
وہ مجھے مضطر بنا کر چل دیئے

حضرتِ اسعد غزل کے رنگ میں
آپ بیتی ہم سنا کر چل دیئے

تمھیں کچھ نہ کچھ ہم سے نسبت رہے گی
محبت نہ ہوگی عداوت رہے گی
جو آنکھوں میں اس کی مروت رہے گی
ادھر بھی نگاہِ عنایت رہے گی
اگر یوں رقیبوں سے صحبت رہے گی
نہ عزت رہے گی نہ حرمت رہے گی
جو در پر ترے دفن ہوجائیں گے ہم
زیارت گہِ خلق تربت رہے گی
اگر مہرباں ہوکے مل جاؤگے تم
نہ ارماں رہیں گے نہ حسرت رہے گی
رقیبوں سے اس نے یہ وعدہ کیا ہے
ہماری تمہاری محبت رہے گی
تڑپتے رہیں گے پسِ مرگ ہم بھی
یہی بیکلی زیرِ تربت رہے گی
اگر دیکھ لے گی تری پیاری صورت
نگہ حشر تک محوِ حیرت رہے گی
گلے شکوے ہوتے ہیں الفت میں اکثر
یہ ہوں گے جو باہم محبت رہے گی
بدل جائے گی حالتِ گل خزاں میں
نہ بو ہی رہے گی نہ رنگت رہے گی
رہے گا مرے دل میں زلفوں کا سودا
یہ حالت رہے گی وہ حالت رہے گی
پسِ مرگ بھی گرم اعضا رہیں گے
تپِ غم سے دل میں حرارت رہے گی

فضیلت کی دستارِ پائے بتاں پر
کہاں تک یہ اسعدؔ جہالت رہے گی
وہ آئے گا قربِ قیامت زمانہ
محبت رہے گی نہ الفت رہے گی
نقاہت دبائے گی پیری میں اسعد
نہ قدرت رہے گی نہ طاقت رہے گی

کبھی اپنے وعدوں کو بھی یاد فرما
جفا جو ستم کوش بیداد فرما
گذشتہ طریقے سے دل شاد فرما
مرے یاد فرما مجھے یاد فرما
ذرا خاص نظروں سے امداد فرما
مجھے قیدِ ہستی سے آزاد فرما
ستم گر کبھی ترکِ بیداد فرما
مجھے یاد فرما مجھے شاد فرما
نگاہوں سے کر آرزو آفرینی
خدا را میرے دل کو آباد فرما
دبا دے مجھے بارِ لطف وکرم سے
ستم کا نیا طرز ایجاد فرما
نگاہوں سے پیہم ضیا پاشیاں کر
مرے دل کو تنویر آباد فرما
دمِ نزع ہے ہچکیاں آرہی ہیں
مرے حق میں اب تو کچھ ارشاد فرما
ستم گر یہ دشمن نوازی کہاں تک
کبھی اپنے اسعد کو بھی یاد فرما

پڑی ہے اس بتِ بے پیر کی تنویر پانی میں
دوبالا ہوگئی ہے آگ کی تاثیر پانی میں

مریضِ غم کو ہر قطرہ ہے رشکِ آب حیوانی
نہانے نے تمہارے گھول دی اکسیر پانی میں

نکالو چارہ سازو بحرِ غم سے پھر کرو چارہ
کہیں ڈوبے ہوئے کی ہوتی ہے تدبیر پانی میں

وطن میں ہو نہیں سکتی ہے عزت باکمالوں کی
نہیں ہوتی ہے گوہر کی کبھی توقیر پانی میں

کسی کے عشق میں رو رو کے جب دریا بہاؤں گا
کفِ سیلاب ہوگا آسمانِ پیر پانی میں

نہ ایسے درد سے رو بحرِ غم میں ڈوبنے والے
کہیں پھٹ کر نہ گرجائے سپہرِ پیر پانی میں

خدا رفعت پسندوں کو یوں ہی نیچا دکھاتا ہے
نظر آتا ہے جیسا آسمانِ پیر پانی میں

نجاست دل کی دھل جائے نہ کیوں اشکِ ندامت سے
خدا نے رکھی ہے خاصیّتِ تطہیر پانی میں

کسی کا عکسِ ابرو اس طرح دریا میں پڑتا ہے
کہ جیسے تیرتی پھرتی ہے اک شمشیر پانی میں

رُخِ روشن کا میری چشمِ تر میں عکس پڑتا ہے
زمانہ دیکھتا ہے نور کی تحریر پانی میں

کہا جب میں نے تیری شکل چشمِ تر میں پھرتی ہے
کہا اس شوخ نے رہتی نہیں تصویر پانی میں

ہماری چشمِ گریاں میں ہے دائم یار کی صورت
محبت نے بنائی حسن کی تعمیر پانی میں

سراسر آبِ دریا ہوگیا خورشید کا چشمہ
نہانے جب وہ اترا مرکزِ تنویر پانی میں

نہیں ہے منعکس یہ چاند کی تصویر پانی میں
نمایاں ہے جمالِ یار کی تصویر پانی میں

حُبابِ بحر عکسِ ماہ کو سر پر بٹھاتے ہیں
یہاں تک بڑھ گئی ہے حسن کی توقیر پانی میں

نہاتا ہے ہمارا جب بتِ بے پیر پانی میں
سمٹ آتا ہے گویا عالمِ تنویر پانی میں

ٹھہر جاتے ہیں دریا بھی نوائے درد کو سن کر
مرے نغمے ہیں پائے موج کی زنجیر پانی میں

عروجِ ماہ سے دریا میں اک شورِ تلاطم ہے
یہ فطرت کر رہی ہے حسن کی تشہیر پانی میں

تڑپ اٹھتی ہے ماہی ماہئ بے آب کے مانند
چلاتا ہے ستم گر جب نظر کے تیر پانی میں

شرابِ تند نے میرے جگر کو پھونک ڈالا ہے
تماشا ہے نہاں تھی آگ کی تاثیر پانی میں

نظر آتی ہے جوشِ گریہ کی تصویر پانی میں
کہ ہر قطرہ ہے میرے اشک کی تفسیر پانی میں

شفق گوں بادلوں کا عکس یوں دریا میں پڑتا ہے
کہ گویا مستقر ہے آگ کی تعمیر پانی میں

تضمین

نخوتِ حسن کو مجروحِ ندامت نہ کریں
دلِ بیتاب کو ممنونِ عنایت نہ کریں
مجھ کو شرمندۂ اربابِ محبت نہ کریں
ترکِ عادت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

چھوڑ کر نفرتِ دیرینہ عنایت نہ کریں
طرزِ سابق کے خلاف انس و مروت نہ کریں
پاس آئینِ نگہ داریٔ الفت نہ کریں
ترکِ عادت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

غیر کی بات کو ٹھکرانے کی زحمت نہ کریں
پاسِ آدابِ وفاداریٔ والفت نہ کریں
حالتِ زار پہ اب لطف وعنایت نہ کریں
ترکِ عادت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

دلِ غمدیدہ کو ممنونِ مسرت نہ کریں
نہ کریں ہاں نہ کریں لطف و محبت نہ کریں
مرنے والے کو گرانبارِ معیشت نہ کریں
ترکِ عادت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

ترکِ پابندیٔ آئینِ عداوت نہ کریں
پاسِ آدابِ قوانینِ محبت نہ کریں
خوگرِ درد کو منت کشِ راحت نہ کریں
ترکِ عادت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

بسترِ مرگ پہ لیٹا ہوں مروت نہ کریں
آخری وقت میں الطاف وعنایت نہ کریں
ہاں عنایت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
میری وقعت نہ کریں آپ عیادت نہ کریں
مجھ کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

تضمین

عاشقی میں ماجرائے دشت پیمائی نہ پوچھ
ہجر کے داغوں کی دل میں بزم آرائی نہ پوچھ
کس طرح رہتا ہے یہ تیرا تماشائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

ہجر میں ہوتا ہے کیسا حالِ شیدائی نہ پوچھ
کوہ سے ہوتے ہیں دن توان کی پہنائی نہ پوچھ
دردِ فرقت کی ستم گر کار فرمائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

اضطرابِ دردِ دل کی روح فرسائی نہ پوچھ
شورشِ زخمِ جگر کی شور افزائی نہ پوچھ
ادعائے ضبطِ دردِ غم کی رسوائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

شدتِ رنج والم افزائے تنہائی نہ پوچھ
کثرتِ بیتابیٔ غمہائے تنہائی نہ پوچھ
کس طرح ہوتا ہے دردآرائے تنہائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

ہجر میں تو ظلم رانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
قلب کی شعلہ فشانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
مجھ سے ظالم مہربانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

چارہ فرما غم فزائی ہائے تنہائی نہ پوچھ
میرے دل کی دردزائی ہائے تنہائی نہ پوچھ
عشق میں تو غم نمائی ہائے تنہائی نہ پوچھ
کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

✿

زمرۂ اربابِ الفت میں جو شامل ہوگیا
معنوی لذات کی جنت میں داخل ہوگیا
جگمگاتا ہے مری تخئیل رنگیں کا جہاں
جب سے وہ تنویر پیکر مجھ پہ مائل ہوگیا
بے چھری کے ذبح کردینا اسی کا نام ہے
تم نے نظریں پھیر لیں جس سے وہ بسمل ہوگیا
ہچکیوں سے مرنے والا کہہ رہا ہے وقتِ نزع
ہے وہی ہشیار جو دنیا سے غافل ہوگیا
عزم والو حوصلہ کی داد دینا چاہئے
مجھ کو منزل پر گمانِ گردِ منزل ہوگیا

عاشق فریبیاں نگہِ انتظار کی
صورت ہر ایک شیٔ میں دکھاتی ہے یار کی
تکلیف اس کو دیتے ہیں جس سے ہو ربطِ خاص
ہم جانتے ہیں قدر ستمہائے یار کی
دیکھو تم اپنے غمزۂ تقویٰ فریب کو
کیا پوچھتے ہو اسعدؔ پرہیزگار کی

فلک اس واسطے دائم زمیں کے گرد پھرتا ہے
کہ اس پر جلوہ فرما آپ کا نقشِ کفِ پا ہے
خدا جانے برہمن کیوں بتوں کو سجدہ کرتا ہے
مگر کندہ بتوں پر آپ کا نقشِ کفِ پا ہے
ضیائے شمس سے روشن فلک پر چاند ہوتا ہے
ضیائے شمس کا منبع تیرا نقشِ کفِ پا ہے
جہنم پر بنائے خلد ہے کیسا تماشا ہے
عدو کے نقشِ پا پر آپ کا نقشِ کفِ پا ہے
لبوں میں مضطرب ہو کر بہت بوسے تڑپتے ہیں
کہ کوچے میں عدو کے آپ کا نقشِ کفِ پا ہے

شکوہ نہ تمہارا نہ عدو کا نہ فلک کا
جو ہم کو دکھاتا ہے خدا دیکھ رہے ہیں
بیگانۂ شکوہ ہیں ہم اربابِ وفا ہیں
ہر جور کو راضی برضا دیکھ رہے ہیں
چھائی ہوئی گھنگھور گھٹائیں ہیں الم کی
ہم حاصلِ دنیائے وفا دیکھ رہے ہیں
ناکامئ جاویدِ وفا کا ہے نتیجہ
ہم اپنے ہی ہاتھوں کا کیا دیکھ رہے ہیں
میں نے کہا دزدیدہ نگاہوں سے عدو کو
سرکار برابر بخدا دیکھ رہے ہیں
جھنجھلا کے بھوئیں تان کے غصہ سے یہ بولے
ہاں دیکھ رہے ہیں تجھے کیا دیکھ رہے ہیں
اے پوچھنے والو تمہیں کیا خاک بتائیں
ہم خود بھی نہیں جانتے کیا دیکھ رہے ہیں
مرتے تو ہیں لیکن ہمیں مرنا نہیں آتا
دشوارئ تعلیمِ فنا دیکھ رہے ہیں

میں تلاشِ دہنِ یار میں معدوم ہوا
بسترِ مرگ پہ ڈھونڈھا کئے غم خوار مجھے
بادۂ حسرتِ نظارہ سے محروم رہا
زہر قسمت سے بنا شربتِ دیدار مجھے
محوِ غم ، محوِ الم ، صرفِ ستم رہتا ہوں
کون کہتا ہے کیا عشق نے بیمار مجھے
ان کی آنکھوں کے جو اوصاف لکھا کرتا ہوں
در و دیوار نظر آتے ہیں سرشار مجھے

شام کے روپ میں ظاہر ہے مرا بختِ سیاہ
صبح کے بھیس میں نکلا ہے گریباں میرا
کوئی حسرت نہ ہو پوری یہ ہے حسرت میری
کوئی ارماں نہ ہو حاصل یہ ہے ارماں میرا
آپ کے ذکرِ مبارک کا صلہ ہے حضرت
نام توقیر سے لیتے ہیں سخن داں میرا

بیتاب ہوں کہ ضبط کی طاقت نہیں رہی
بے چین ہوں کہ صبر کی ہمت نہیں رہی
کیوں آپ کو خیال نہیں مجھ غریب کا
کیا آپ کو غریب سے الفت نہیں رہی
تھک تھک کے انتظار میں حالت خراب ہے
اب مجھ میں غم اٹھانے کی قدرت نہیں رہی
اب کیا کروں کہ قلب سنبھلتا نہیں مرا
قابو میں آج میری طبیعت نہیں رہی

رہتا ہے تذکرہ جو تمہارا زبان پر
دنیا فریفتہ ہے ہمارے بیان پر
بہتان ، لغو ، جھوٹ ، غلط ، افترا ، دروغ
شکوئ تمہارا اور ہماری زبان پر
کوکب نہیں ہے شمس نہیں ہے قمر نہیں
رہتا ہے کیوں بتوں کا دماغ آسماں پر

دلچسپ کس قدر ہے ہمارے بیاں کا رنگ
جمتا نہیں ہے قیس کی اب داستاں کا رنگ
چہرہ بھی لال لال ہے آنکھیں بھی لال لال
اے تند خو چڑھا ہے یہ تجھ پر کہاں کا رنگ
اللہ رے انقلاب کسی کے کلام میں
ہاں میں نہیں کا اور نہیں میں ہے ہاں کا رنگ
تم کو ملا ہے ظلم تو گردش مجھے ملی
دونوں ہی سے ہوا ہے عیاں آسماں کا رنگ
اب درد آشنا ہوا بلبل فغاں کا رنگ
تیری زباں میں آگیا میری زباں کا رنگ

عار ہے حسن جو منتِ کشِ بینائی ہے
ننگ ہے عشق جو شرمندۂ گویائی ہے
واہ رے بخت کہ ملنے کی قسم دینے پر
مجھ سے ملنے کی ستم گر نے قسم کھائی ہے
جاہ و ثروت کے لئے غیرِ خدا کے در پر
روح فرسا بخدا ناصیہ فرسائی ہے
طشت از بام کرو رازِ ہمہ اُو اسعد
عشق کی پردہ دری حسن کی رسوائی ہے

کمالاتِ محمدؐ کو بیاں کرتا مگر افسوس
نہ اِس قابل بیاں میرا نہ اس قابل زباں میری
دو سنگِ آسیائے گنبد خضراء و غبراء میں
مثالِ دانۂ بریاں ہے جانِ ناتواں میری
غریقِ قلزمِ زخّار طوفاں خیز عصیاں ہیں
متاعِ زہد و تقویٰ کی شکشتہ کشتیاں میری
وہ رندِ پاک طینت قبلۂ صافی دروناں ہوں
کہ برسوں جوتیاں سیدھی کرے پیر مغاں میری
وہ سر پر سایہ افگن ہے قدم بوسی میں یہ مصروف
کمر بستہ ہیں خدمت میں زمین وآسماں میری
مرے کلکِ فصاحت پر مضامیں ناز کرتے ہیں
سریر آرائے اقلیمِ بلاغت ہے زباں میری
مضامیں عالمِ بالا سے آتے ہیں مرے دل میں
علوم عقلی ونقلی سے مملو داستاں میری
اگر شیخ المشائخ ہوں تدابیر و فضیلت میں
تو شوخی اور شرارت میں طبیعت ہے جواں میری
بفیضِ حضرتِ اسعد ثمر اعجاز کے لائی
خزاں آباد عالم میں بہارِ بے خزاں میری

غزل

کیا خبر تھی مجھ کو یارب انتہائے عشق میں
مُدّعائے قلب ترکِ آرزو ہوجائے گا
مضطرب ہوگا نہ بُعدِ منزلِ مقصود سے
جس کو حاصل لطفِ ذوقِ جستجو ہوجائے گا
یہ جہانِ رنگ و بو ہوگا ترے دل پر فدا
جب ترا دل بے نیازِ رنگ و بو ہوجائے گا
ہاں ذرا آنے تو دے تو جوش پر اپنا شباب
تو بھی میری طرح محوِ آرزو ہوجائے گا
تجربہ حاصل ہوا ہے ہم کو یہ رنگون میں
ہم وفا جس سے کریں گے وہ عدو ہوجائے گا
یہ جنونِ آرزومندی کمالِ عقل ہے
ایک دن دل بے نیازِ آرزو ہوجائے گا

دینی تخیلات

اپنے کو پہلے صاحبِ ایماں بنایئے
پھر اہرمن کو تابعِ یزداں بنایئے
بیداریوں کے بخت کو بیدار کیجئے
پھر بوریئے کو تختِ سلیماں بنایئے
جوشِ جنونِ عشق سے کچھ کام لیجئے
کل بزمِ رنگ وبو کو گریباں بنایئے
بیتابیوں کو کیجئے وجہِ سکونِ دل
سب الجھنوں کو زُلفِ پریشاں بنایئے
دینی تخیلات سے دینی علوم سے
سینے کو اپنے رشکِ گلستاں بنایئے

ان کی تجلیوں کا مرقع ہے ہو بہو
دنیا کو ہے عزیز مرا ماجرائے دل

جو آرزو ہو آپ کی وہ آرزوئے جاں
جو مدّعا ہو آپ کا وہ مدّعائے دل

ناکامیوں سے کوئی تمنا نہیں رہی
مایوسیٔ دوام ہے بس آشنائے دل

یہ دردِ جانگداز ہی حاصل ہے زیست کا
ہاں ہاں نہ مستجاب ہو یارب دعائے دل

نوٹ: اس زمین میں حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کی غزل شائع ہوئی اس میں یہ مذکورہ بالا چار شعر زائد کیے گئے۔

قصائد

تہنیت نامے

نظمیں

ظفر علی خاں

شکر کرتا ہوں حق تعالیٰ کا
من بدیدم ظفر علی خاں را

رَاغِبٌ فِی مَنَاقِبِ الْعُقْبٰی
مُعْرِضٌ عَنْ مَثَالِبِ الدُّنْیَا

روح کو کیوں نہ وجد آجائے
نام آیا ظفر علی خاں کا

اِنَّہٗ فِیْ کَمَالِہٖ فَرْدٌ
مَا رَأیْنَا عَدِیْلَہٗ اَصلاً

ماحیٔ شینِ امتِ مرحوم
حامیٔ شانِ ملتِ بیضا

چوں بدیدست شوکتِ اصنام
قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی

ہر کہ ناواقفِ سیاست ہست
کے شناشد ظفر علی خاں را

ہم نے پائی نہیں مثال اس کی
ہم نے دیکھا نہیں مثیل اس کا

رشکِ مجنوں بنی ہے اس کے لئے
شَرَف و احترام کی لیلیٰ

جس کے خامے کی ایک جنبش سے
منہدم قصرِ دعویٔ مرزا

وہ ہے دنیا میں ناثرِ بے مثل
وہ ہے عالم میں شاعرِ یکتا

یَعْمَلُ الصَّالِحَاتِ مُجْتَھِدًا
یَبْتَغِیْ وَجْہَ رَبِّہِ الاَعْلٰی

وہ جو کرتا ہے کام جرأت کے
اِنَّـــہٗ لَایَـخَـــافُ عُـقْبَـاهَـا

ایس، ہی از اے وری گڈ لیڈر
حاملِ فضلِ رتبۂ اعلیٰ

ہر کہ شک آرد اندریں ابیات
او نہ بیند ظفر علی خاں را

مجھ کو یہ افتخار ہے اسعدؔ
معتقد ہوں ظفر علی خاں کا

عَـن صُـرُوفِ الـدُّهُـوُرِ قَـا طِبَۃً
صَـانَـہُ الـلّٰـہُ دَائِـمـاً اَ بَـدا

❁❁❁

مفتی کفایت اللہ

علامۂ جہاں ہیں مفتی کفایت اللہ
فہامۂ زماں ہیں مفتی کفایت اللہ

ملت کے ترجماں ہیں مفتی کفایت اللہ
اسلام کی زباں ہیں مفتی کفایت اللہ

قدرت کے راز داں ہیں مفتی کفایت اللہ
سیاحِ لامکاں ہیں مفتی کفایت اللہ

رنگون کی فضائیں رنگین ہوگئی ہیں
جس دن سے میہمان ہیں مفتی کفایت اللہ

غازی مجاہدوں کی روح رواں ہیں بیشک
ہاں مرگِ دشمناں ہیں مفتی کفایت اللہ

بے امتیازِ مذہب بے امتیازِ مشرب
مخدوم و مہرباں ہیں مفتی کفایت اللہ

دارالعلوم تانبوے ہم پایۂ فلک ہے
قسمت سے ضوفشاں ہیں مفتی کفایت اللہ

منقول میں ہیں اکمل معقول میں ہیں افضل
ہر فن کے نکتہ داں ہیں مفتی کفایت اللہ

احباب جانتے ہیں دشمن بھی مانتے ہیں
علم و عمل کی جاں ہیں مفتی کفایت اللہ

کس درجہ رفعتیں ہیں کیسی بلندیاں ہیں
محسودِ آسماں ہیں مفتی کفایت اللہ

یکمشتِ استخواں میں یہ یہ کمال یارب
قدرت کا اِک نشاں ہیں مفتی کفایت اللہ

محمود کیوں نہ ہوتا مشغولِ مدح گوئی
فخرِ جہانیاں ہیں مفتی کفایت اللہ

حیران ہے فصاحت قربان ہے بلاغت
کس درجہ خوش بیاں ہیں مفتی کفایت اللہ

نوٹ: حضرت مفتی صاحب کی دارالعلوم تانبوے رنگون تشریف آوری پر یہ نظم لکھی گئی، جس کو مدرسہ کے طلبہ نے جلسہ میں پڑھا۔

نظامِ حیدر آباد

اے نظامِ حیدر آباد وبرارِ زر فشاں
آپ کے قدموں سے وابستہ ہے اردو کا نظام
ہوگیا اردو کا بھی علمی زبانوں میں شمار
آپ نے جب سے کیا ہے جامعہ کا انتظام
نور افشاں کارناموں نے کیا ہے مقتدر
کافر و مسلم پہ واجب ہوگیا ہے احترام
آپ کی ذاتِ گرامی پر فضائل مختتم
آپ کے نقشِ مقدس پر شرف کا اختتام
بے نظیر و بے عدیل و بے مثال و بے مثیل
جودِ خاص و فضلِ عام و فضلِ خاص و جودِ عام
حق تعالیٰ آپ کو رکھے ہمیشہ محترم
روز افزوں عزتِ دارین حاصل ہو مدام

مولوی صولت علی خاں

زندہ باش اے مولوی صولت علی خاں زندہ باش
داند ایں راہِ سیاست می تراش و می خراش
تیری پوزیشن رہی ہے ہر جگہ پر پاک وصاف
ہے ہمارا فرض تیری خدمتوں کا اعتراف
ثبت ہیں صفحاتِ عالم پر تری قربانیاں
تیرے زرّیں کارنامے ہیں زمانے پر عیاں
اے علمبردارِ حرّیت پلٹ دے عہدِ جور
صد جہنم زارِ لعنت ہے غلامی کا یہ دور
تو غلامی سے چھڑا دے مصطفیٰ آباد کو
سعیٔ پیہم سے مٹادے ظلم و استبداد کو
گاز کی صورت کتر دے جامہائے زُور کو
توڑ دے قوت سے اٹھ کر گردنِ مغرور کو
تیرے ایثار وعمل کوشی سے مستبعد نہیں
رُوکشِ فردوس بنجائے ریاست کی زمیں
کہہ رہی ہے تجھ سے رہ رہ کر زمینِ رامپور
اپنی صولت سے بنادے مجھ کو تو دار السرور
ہر چمن زارِ ریاست میں بہارِ انقلاب
اہلِ نخوت کو دکھادے شاہکارِ انقلاب

کمتریں سلطانِ احمد کا یہی ہے مدّعا
تیری تعمیری مساعی پر رہے فضلِ خدا

مولوی سبحان محمود

عزیزم مولوی سبحان محمود
خدا رکھے تمھیں تا دیر موجود

نگارش ہے تمھیں بعدِ تحیہ
کیا مجھ کو تمھارے خط نے خوشنود

رہو محفوظ تم دائم زیاں سے
میسر ہو جہاں میں سود ہی سود

ہو جلد اچھی یدِ یُمنیٰ کی انگشت
تمھیں کامل شفا دے ربِ معبود

بسا اوقات رہتا ہے تصور
کچھ ایسے ہوگئے ہو مجھ سے مودود

تمھیں کو مانگتا ہوں میں تمھیں سے
نہیں اس کے سوا کچھ اور مقصود

بہت جلد اپنی صحت کی خبردو
کہ تشویش دلی ہو دور و مفقود

بفضلِ رب ہیں خیر و عافیت سے
تمھارے دوست حامد اور محمودؔ

یہ خط لکھا ہے اسعدؔ نے جو منظوم
مسرت ہے تمھاری اس سے مقصود

❁❁❁

نورِ انساں ہیں مولوی سبحان
راحتِ جاں ہیں مولوی سبحان
شکر باری کہ سر سے پاؤں تلک
جود و احساں ہیں مولوی سبحان

خوف کرتے نہیں ہیں باطل سے
شیر یزداں ہیں مولوی سبحان
ہے فصاحت نثار باتوں پر
رشکِ سحباں ہیں مولوی سبحان

خُلق علم و عمل میں یکتا ہیں
فخرِ دوراں ہیں مولوی سبحان
شاد ہوتے ہیں دیکھنے والے
غم کا درماں ہیں مولوی سبحان

کیوں نہ عزت ہو ساری دنیا میں
ابنِ سلطاں ہیں مولوی سبحان
آسمانِ خلوصِ الفت کے
مہر تاباں ہیں مولوی سبحان

چرخِ گردانِ علم و دانش کے
ماہِ رخشاں ہیں مولوی سبحان
سچ تو یہ ہے تمہاری دوری سے
ہم پریشاں ہیں مولوی سبحان

کفر سے جو کبھی نہیں دبتے
وہ مسلماں ہیں مولوی سبحان
حق کے اظہار سے نہیں ڈرتے
مردِ میداں ہیں مولوی سبحان

کذب و باطل سے ان کو نفرت ہے
حق کے جویاں ہیں مولوی سبحان
یاد رکھتے ہیں اپنے اسعدؔ کو
خوب انساں ہیں مولوی سبحان

مولوی محی الدین

مخلص و محسن و محبّ و حبیب
مشفقِ پر خلوص محی الدیں
تجھ کو حاصل ہو دولتِ دنیا
تجھ کو حاصل ہو ذوقِ ملتِ دیں

تو ہے درمانِ دردِ قلب نہاں
تو ہے وجہِ سکونِ جانِ حزیں
تیرا ہر کام ہے حسین و جمیل
تیری ہر بات ہے جمیل و حسیں

جس کو صحبت تری میسر ہو
اس کو حاصل ہے لطفِ خلدِ بریں
تیرے حالات ہیں بہت اچھے
تیرے عادات ہیں بہت شیریں

تونے مجھ کو بھلادیا ہوگا
مجھ کو آتا نہیں ہے اس کا یقیں
قتل کرتا ہے مجھ کو تیرا غضب
تیغِ بُرّاں ہے تیری چینِ جبیں

تیرے خط نے کیا الم کو دور
تیرے خط سے ہوئی مجھے تسکیں
پڑھ کے تیرے نشاط زا خط میں
تیری آمد کا مژدۂ رنگیں

ہوگیا شاد و خرم و مسرور
دلِ بیتاب و مضطر و غمگیں
تجربے نے کیا تجھے ثابت
صاحبِ حلم و صاحبِ تمکیں

ہوشیار و فہیم و دانشمند
عاقل و زیرک و ذکی و ذہیں

ایک انگشتری ہے غازیپور
ہم نے دیکھی تری مثال نہیں

اور الحمد تو نہیں مغرور
شکرِباری کہ تو نہیں خود بیں

حسنِ اخلاق میں ہے تو یکتا
ہم نے دیکھی تری مثال نہیں

ختم کرتا ہوں اس دعا پر خط
حق تعالیٰ کرے قبول! آمیں

دائماً مجھ پہ تو کرے احساں
میں ہمیشہ کروں تری تحسیں

ہر نشیب وفراز میں تیرا
ہو محافظ حفیظِ چرخ بریں

پتہ منظوم

خط یہ محی الدین صاحب کو ملے
موضعِ دلکش اندھاری پور میں
ڈاک خانہ جس کا کاری گھاٹ ہے
اور موضع ضلع غازیپور میں

❁❁❁

مولوی عبداللہ

جانِ مہر و وفا ہیں عبداللہ
کانِ صدق و صفا ہیں عبداللہ
رشکِ شمس الضحیٰ ہیں عبداللہ
میرے دل کی ضیاء ہیں عبداللہ

محسنِ بے ریا ہیں عبداللہ
مخلصِ با وفا ہیں عبداللہ
رُوکشِ کیمیا ہیں عبداللہ
دردِ دل کی دوا ہیں عبداللہ

مخزنِ اجتباء ہیں عبداللہ
معدنِ اصطفاء ہیں عبداللہ
دوست دارِ خدا ہیں عبداللہ
درد دل کی دوا ہیں عبداللہ

ایک مدت سے خط نہیں لکھا
ہم سے شاید خفا ہیں عبداللہ
قلب کو جب سے لے گئے ہیں چور
رنج میں مبتلا ہیں عبداللہ

کیسی کامل شفا ہیں عبداللہ
دردِ دل کی دوا ہیں عبداللہ
خوش جمالی میں فرد و یکتا ہیں
ہر حسیں کے چچا ہیں عبداللہ

خوش روش ، خوش خرام ، خوش اندام
خوش گلو ، خوش نوا ہیں عبداللہ
مہ رُخ و مہ جبیں و مہ طلعت
مہوش و مہ لقا ہیں عبداللہ

با صفا با مذاق با ہمت
با حیا با وفا ہیں عبد اللہ

دل کش و دل فریب و دل آرام
دلبر و دلربا ہیں عبداللہ

میرے حق میں بھی کچھ دعا کردیں
مستجاب الدعا ہیں عبداللہ

عابد و صوفی و ولی و تقی
زاہد و پارسا ہیں عبداللہ

واقفِ عشق اس زمانہ میں
یا تو اسعدؔ ہیں یا تو عبداللہ

بس ہمیں جانتے ہیں اے اسعدؔ
کوئی کیا جانے کیا ہیں عبداللہ

تہنیت نامہ

برشادی خانہ آبادی عزیزم اسمٰعیل قاسم گوراباوارنگونی

خدا نے اپنی رحمت سے خوشی کا دن دکھایا ہے
امینہ بی سے اسمٰعیل کا جوڑا ملایا ہے
جدھر دیکھو مسرت ہے خوشی ہے شادمانی ہے
جہاں دیکھو دلوں پر عیش نے سکہ بٹھایا ہے
مصیبت ہے نہ کلفت ہے نہ آفت ہے نہ زحمت ہے
جہاں بھر کے غموں کو شادمانی نے بھلایا ہے
ہویدا ہیں در و دیوار سے آثار فرحت کے
جنابِ فاطمہ نے اس طرح گھر کو سجایا ہے
فلک پر مشتری نے گیت گائے فرطِ بہجت سے
کہ اسمٰعیل نے اپنا دلی مقصود پایا ہے
طرب انگیزیوں سے اس نگاہِ لطف پرور کی
سرور وعیش وعشرت کا سماں عالم پہ چھایا ہے
بزرگوں کی متانت میں بھی کچھ کچھ رنگِ شوخی ہے
مذاقِ شادمانی نے دلوں کو گدگدایا ہے
تمنائیں جناب والدہ کی ہوگئیں پوری
کہ اسمٰعیل کا رب العلا نے گھر بسایا ہے
محمد شادماں ، ہمشیر خرم ، بھانجے خوش خوش
خوشا قسمت عجب وقتِ مسرت آج آیا ہے
جنابِ والدہ کو جس کی مدت سے تمنا تھی
وہی جشنِ طرب زا حق تعالیٰ نے دکھایا ہے
فلک رفعت معین الدین خانصاحب بہادر نے
زمینِ عیش کو ہم پایۂ جنت بنایا ہے

طرب سے روحِ فتح الدین خاں بھی رقص کرتی ہے
وہ فرحت بار منظر حق تعالٰی نے دکھایا ہے
جو بدر الدین شاداں ہیں تو فرحاں عبدِ خالق ہیں
خوشا قسمت عجب وقتِ سعادت ہاتھ آیا ہے
معین الدین خانصاحب بہادر کیوں نہ ہوں خرم
کہ جب مسرور دنیا میں ہر اک اپنا پرایا ہے
اعزّہ ، اقربا ، احباب ، فضل اللہ جسے دیکھو
مسرت سے ہر اک نے حظِّ وافر آج پایا ہے
خدا کے فضل نے اے فضلؔ قسمت کو جگایا ہے
کہ شادی میں مجھے نواب صاحب نے بلایا ہے

تہنیت نامہ دیگر

برشادی خانہ آبادی عزیزم اسماعیل قاسم گوراباوارنگونی

زہے قسمت خدا کی آج ہم پر خاص رحمت ہے
جہاں پر انبساطِ روحِ پرور کی حکومت ہے
جدھر دیکھو ادھر ماناودر میں عیش و عشرت ہے
جہاں دیکھو وہاں کیف و سرور و لطف و فرحت ہے
نگاہِ فلسفی قاصر ہے یہ نکتہ سمجھنے سے
فلک پر عقدِ پرویں ہے کہ عکسِ بزمِ عشرت ہے
جنابِ فاطمہ نے شوق سے ایسا سجایا ہے
کہ ہر گوشہ مکاں کا رُوکشِ گلزارِ رحمت ہے
ادھر ہر دوست جامہ میں نہیں پھولا سماتا ہے
اُدھر ہر دشمنِ کمبخت محوِ رنج و کُلفت ہے

جہاں میں ہر طرف رنگینیاں ہیں کیفِ بہجت کی
کہ ہر منظر نگاہوں کے لئے گلزار صورت ہے
مسرت جھومتی ہے ناز کرتی ہے اکڑتی ہے
کہ اس عقدِ طرب زا سے مسرت کو مسرت ہے
مبارکباد دیتی ہے صمیمِ قلب سے فرحت
یہ شادی مایۂ صد افتخار و ناز و فرحت ہے
بیانِ مختصر یہ ہے وفورِ شادمانی کا
ترے ہر دوست کا ہر سانس فرحت کی حقیقت ہے
رہیں دولہا دلہن مسرور و شاداں عمر بھر یارب
یہی ہے فضؔل کا ارماں یہی اسعد کی حسرت ہے

❁❁❁

سہرا نورِ چشم

چھوٹے صاحب کو مبارک ہو یہ سر پر سہرا
عیش و عشرت کا ہے اعلان سراسر سہرا
جلوہ گر ہے تری پر نور جبیں پر سہرا
سارے سہروں سے نہ ہو کیسے یہ بڑھ کر سہرا
جب ہوا روئے منور سے منور سہرا
کیوں نہ ہو روکش مہر و مہ انور سہرا
رخِ روشن کی چمک پہ ہے مہک پھولوں کی
زیب دیتا ہے ترے روئے نکو پر سہرا
آئے گی چاند سی دولہن تری عشرت کے لئے
شادمانی کا ہوا آج ترے سر سہرا
انبساط و طرب و عیش و نشاط و بہجت
بزم عشرت میں انہیں آیا ہے لے کر سہرا

اس کا ہر گل ہے نویدِ فرح و کیف و سرور
ہو کے خاموش بھی گویا ہے سخن ور سہرا
ہے تری ذاتِ گرامی سے جو نسبت اس کو
ہے جہاں بھر کے لئے زینت و زیور سہرا
تابش روئے منور سے تری عبدِ حمید
بن گیا نورِ مجسم یہ سراسر سہرا
عرقِ گل جو پسینہ ہے تو رخ رشکِ گل
چاند سے رخ پہ نہ ہو کیسے معطر سہرا
کھل گیا غنچۂ گل روح نے فرحت پائی
کیف بخشِ دل و جاں ہے یہ معطر سہرا
فیض صحبت کا کرشمہ ہے ذرا دیکھو تو
چاند سے رخ پہ ہوا بدر منور سہرا
کس قدر دھوم ہے اس عقد نشاط افزا کی
سنتے ہیں فرطِ طرب سے ترا گھر گھر سہرا
خندہ زن فرطِ مسرت سے ہیں گلہائے مراد
باندھا اماں نے جو خوش ہو کے ترے سر سہرا
پھر کہا جوشِ محبت سے بلائیں لے کر
سج گیا آج مرے لختِ جگر پر سہرا
پوچھتا کون تھا ان چند گلوں کو آخر
تیرے سر چڑھ کے ہوا افضل و برتر سہرا
دولت و عزت و وقعت مرے پاؤں چومیں
تیرے نزدیک بھی ہوجائے جو بہتر سہرا
تجھ سے دولہا کے لئے مجھ سے سخن ور نے کہا
سارے سہروں سے نہ ہو کیسے یہ برتر سہرا
نظرِ کیمیا تاثیر کو کاش آئے پسند
فضلؔ لایا ہے بہت شوق سے کہہ کر سہرا
ہے دعا خالقِ اکبر تجھے بخشے فرزند
اس کی شادی میں کہے فضلؔ مکرر سہرا

خواجہ ابوطالب

ہوئے جب نزع کی پرخوف حالت میں ابوطالب
رُخِ بارعب پر رنگِ فنا ہونے لگا غالب
رسول اللہؐ وہاں تشریف لائے اور سمجھایا
نہایت مہربانی و عنایت سے یہ فرمایا
چچا کرلیجئے اقرار توحید و رسالت کا
کہ مجھ کو حیلہ مل جائے قیامت میں شفاعت کا
ابوطالب نے فرمایا یقیناً آپ سچے ہیں
بھتیجے ہیں مرے لیکن زمانے بھر سے اچھے ہیں
مگر اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے بیٹا
کہے دنیا ابوطالب بوقتِ موت گھبرایا
مجھے شبہ نہیں ہے آپ کے اخلاصِ نیت پر
عمل کرتا خوشی سے اس گراں قیمت نصیحت پر
مسلماں ہوکے دل سے آپ کو مسرور کردیتا
خوشی کے موتیوں سے آپ کے دامن کو بھردیتا
مگر ڈر ہے کہیں اس سے نہ زائل عزِ سابق ہو
مرے اسلام سے سب خانداں کو عار لاحق ہے
ابو طالب نے پھر حسرت سے پڑھ کر ذیل کے اشعار
باندازِ عجیب و نو...... کیا اسلام کا اقرار
وَلَقَدُ عَلِمۡتُ بِاَنَّ دِیۡنَ مُحَمَّدٍ
مِنۡ خَیۡرِ اَدۡیَانِ الۡبَرِیَّةِ دِیۡنَا
لَوۡ لَا الۡمَلَامَةُ اَوۡ حَذَارَ سبَّةٍ
لَوَجَدۡتَنِیۡ سَمۡحًا بِذٰکَ مُبِیۡنًا
مجھے معلوم ہے اعجاز کی برہانِ محکم سے
کہ مذہب آپ کا بہتر ہے کُل ادیانِ عالم سے
اگر مجھ کو نہ ہوتا خوف دشنام و ملامت کا
تو میں باقاعدہ اقرار کرلیتا رسالت کا

پندِ سود مند

بزدل نہ بن شعارِ شجاعت کبھی نہ چھوڑ
ڈر کر کسی سے حق کی حمایت کبھی نہ چھوڑ

غیظ و غضب میں شانِ شرافت کبھی نہ چھوڑ
رنج و تعب میں آنِ مروّت کبھی نہ چھوڑ

اسعدؔ خدا کو مان عبادت کبھی نہ چھوڑ
دامانِ اتقا و شریعت کبھی نہ چھوڑ

محنت کبھی نہ چھوڑ مشقت کبھی نہ چھوڑ
ہاں ہاں نہ چھوڑ دامنِ ہمت کبھی نہ چھوڑ

یارانِ بدخصال کے سائے سے دور بھاگ
مردانِ برگزیدہ کی صحبت کبھی نہ چھوڑ

احبابِ پر خلوص کا ہر وقت پاس کر
آئینِ لطف و مہر و مروت کبھی نہ چھوڑ

بے بس اپاہجوں کا ہمیشہ خیال رکھ
بیکس ، یتیم ، بیوہ کی خدمت کبھی نہ چھوڑ

گو جھیلنا پڑیں تجھے لاکھوں مصیبتیں
لیکن نہ چھوڑ فکرِ سعادت کبھی نہ چھوڑ

اسعدؔ گرہ میں باندھ لے یہ پندِ سود مند
پابندئ نمازِ جماعت کبھی نہ چھوڑ

علم

علم دل کا سرور ہوتا ہے ☆ چشم بینا کا نور ہوتا ہے
علم سے رنج دور ہوتا ہے ☆ دل کو حاصل سرور ہوتا ہے
جس کے دل میں غرور ہوتا ہے ☆ عز و رفعت سے دور ہوتا ہے
وہ کبھی فحش گو نہیں ہوتا ☆ جس کو کچھ بھی شعور ہوتا ہے
مصحفِ پاک کی تلاوت سے ☆ قلب دار السرور ہوتا ہے
عقل ملتی ہے جس کو قدرت سے ☆ جہل سے وہ نفور ہوتا ہے
نیک ہوتا ہے جس کے ہونٹوں پر ☆ نامِ ربِ غفور ہوتا ہے
اس کو ہوتا ہے شوقِ علم وعمل ☆ جس کا گھر رام پور ہوتا ہے
قول کیا خوب ہے بزرگوں کا ☆ نیک انساں غیور ہوتا ہے
میں اگرچہ وہاں نہیں ہوتا ☆ ذکر لیکن ضرور ہوتا ہے
جس کو ہوتی نہیں ہے قدرِ مجاز ☆ وہ حقیقت سے دور ہوتا ہے
بزمِ واعظ میں کیوں نہیں جائیں ☆ ذکر حور و قصور ہوتا ہے

عقل چھپتی ہے شرم کے مارے
عشق کا جب ظہور ہوتا ہے

❁❁❁

بیوقوفی پہ ہے بنائے ژاژ
کیوں مرے لب ہوں آشنائے ژاژ
یاوہ گوئی سے مجھ کو کیا مطلب
میرے دشمن ہوں مبتلائے ژاژ
لغو باتوں سے اجتناب کرو
عمدہ باتیں کرو بجائے ژاژ
ژاژ خائی خلافِ دانش ہے
جہل ہوتا ہے رہنمائے ژاژ
یہ دعا ہے زبانِ اسعد سے
دور رکھے خدا بلائے ژاژ

مثلث در مذمتِ دروغ

میرے پیارو کبھی نہ بولو جھوٹ ☆ میرے لڑکو کبھی نہ بولو جھوٹ
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

جھوٹ سے اقتدار جاتا ہے ☆ جھوٹ سے اعتبار جاتا ہے
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

جھوٹ آفت ہے جھوٹ زحمت ہے ☆ جھوٹ ذلت ہے جھوٹ لعنت ہے
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

جھوٹ دل کو تباہ کرتا ہے ☆ جھوٹ دل کو سیاہ کرتا ہے
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

زندگی کی ہر ایک حالت میں ☆ عیش وعشرت میں رنج وکلفت میں
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

جھوٹ کھوتا ہے آدمی کا وقار ☆ جھوٹ کرتا ہے آدمی کو خوار
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

ہے نہایت بری بدی کی بیچ ☆ یاد رکھو کبھی نہ چھوڑو سچ
میرے بچو کبھی نہ بولو جھوٹ

نظم

جو پڑھنے میں کرتے ہیں محنت زیادہ
خدا ان کو دیتا ہے عزت زیادہ

وہ دنیا میں پاتے ہیں عزت زیادہ
جو کرتے ہیں لوگوں کی خدمت زیادہ

وہی جھیلتے ہیں مصیبت زیادہ
کہ ہوتی ہے جن میں جہالت زیادہ

شریفوں میں ہوتی ہے عزت زیادہ
فتوّت زیادہ مروت زیادہ

کریں گے جو دنیا میں طاعت زیادہ
وہ پائیں گے عقبیٰ میں راحت زیادہ

خدا جن کو دیتا ہے ہمت زیادہ
وہ کرتے ہیں لوگوں کی خدمت زیادہ

شریفوں کا شیوہ ہے دل جان رکھنا
نہ رکھو کسی سے کدورت زیادہ

جو رکھتے ہیں ماں باپ کو اپنے راضی
خدا ان پہ کرتا ہے رحمت زیادہ

جو ہوتے ہیں نیک و شریف و مہذب
بزرگوں کی کرتے ہیں عزت زیادہ

ہمیشہ خدا ان سے رہتا ہے ناخوش
جو کرتے ہیں شوخی شرارت زیادہ

وہ رہتے ہیں دونوں جہاں میں مزے سے
جو کرتے ہیں صبر و قناعت زیادہ

نہ کرنا کبھی بھول کر تم کسی سے
عداوت زیادہ نہ الفت زیادہ

وہ ہرگز نہیں دوست بننے کے قابل
نہ ہو جس میں شرم و حمیت زیادہ

عجب آج کل ہے زمانے کی حالت
شرافت توٓ کم ہے شرارت زیادہ

خدا سے جو ڈرتا ہے دنیا میں اسعدؔ
خدا اس سے کرتا ہے الفت زیادہ

اگر خواہشِ عز و رفعت ہے اسعدؔ
تو پیدا کرد تم لیاقت زیادہ

نظم

کیوں کریں ہم شراب کی باتیں ☆ یہ ہیں قہر و عذاب کی باتیں
آؤ سن لو ثواب کی باتیں ☆ آں رسالت مآب کی باتیں
کیوں نہ چھیڑیں رخِ رسول کا ذکر ☆ کیوں کریں آفتاب کی باتیں
ہم کو پختہ یقیں ہے اللہ پہ ☆ کیوں کریں ارتیاب کی باتیں
اچھے بچے کبھی نہیں کرتے ☆ دوسروں سے عتاب کی باتیں
سب سے بہتر حساب کا قصہ ☆ سب سے اچھی کتاب کی باتیں
حق تعالیٰ پہ ہے ہماری نظر ☆ کیوں کریں اضطراب کی باتیں
بچے کہتے ہیں مجھ سے مولانا ☆ ہیں نصیحت جناب کی باتیں

یاد آتی ہے ہم کو رہ رہ کر
گوسفند و کباب کی باتیں

مطالعہ

انسان کو بناتا ہے اکمل مطالعہ ☆ ہے چشمِ دل کے واسطے کاجل مطالعہ
دنیا کے ہر ہنر سے ہے افضل مطالعہ ☆ کرتا ہے آدمی کو مکمل مطالعہ
کرتا ہے دور جہل کی دلدل مطالعہ ☆ تعلیم کے بڑھاتا ہے کس بل مطالعہ
دیتا ہے یہ پناہ تہی دستِ علم کو ☆ ہے رحمتِ وسیع کا آنچل مطالعہ
یہ تجربہ ہے خوب سمجھتے ہیں وہ سبق ☆ جو دیکھتے ہیں غور سے اول مطالعہ
ہم کیوں مطالعہ نہ کریں ذوق وشوق سے ☆ کرتے نہیں ہیں احمق واجہل مطالعہ
ناقص تمام عمر وہ رہتے ہیں علم میں ☆ ہوتا نہیں ہے جن کا مکمل مطالعہ
رگ رگ میں کوٹ کوٹ کے بھرتا ہے ذوقِ علم ☆ کرتا ہے رنج وغم کو مبدل مطالعہ
کھلتے ہیں رازِ علم انہیں کے قلوب پر ☆ جو دیکھتے ہیں دل سے مسلسل مطالعہ
ہے تشنگانِ رشد وہدایت کے واسطے ☆ اسرارِ عقل و نقل کا بادل مطالعہ
میں تو مطالعہ کروں سو بار شوق سے ☆ کرنے بھی دیں کہیں مجھے کھٹمل مطالعہ
اسعد مطالعہ میں گذارو تمام عمر ☆ ہے علم وفضل کے لئے مشعل مطالعہ

اسعد مطالعہ کو کبھی تم نہ چھوڑنا
کرتا ہے دل کو رشکِ سبنجل مطالعہ

❁❁❁

غزل بچوں کے لئے

اس علمِ دیں میں نعمت مولیٰ کہیں جسے ☆ ایسا مزہ ہے حاصلِ دنیا کہیں جسے
تعلیم ہم کو دی ہے خدا ورسول نے ☆ وہ ہیں ذلیل وخوار کہ جھوٹا کہیں جسے
پاتا ہے دوجہان میں عزت کی زندگی ☆ وہ آدمی کتاب کا کیڑا کہیں جسے
بچہ وہی ہے خوب ہمارے خیال میں ☆ بچے جوان بوڑھے سب اچھا کہیں جسے
ممکن نہیں کہ آئے ہماری زبان پر ☆ وہ لفظِ دلخراش کہ کڑوا کہیں جسے
ہم تم کو کیا بتائیں کہ میٹھا ہے کس قدر ☆ وہ لفظِ دلفریب کہ بیٹا کہیں جسے

فردوس کی کلید ہے عزت کا زینہ ہے ☆ وہ کارِ پُر بہار کہ پڑھنا کہیں جسے
بچو تمہارے واسطے تحصیلِ علم میں ☆ وہ لطف ہے مٹھائی سے اچھا کہیں جسے
اسعد غزل یہ خوب ہے بچوں کے واسطے
کوزہ میں وعظِ دین کا دریا کہیں جسے

رونقِ دینِ پیمبر ہے کتاب

ہادئ مخلوق و رہبر ہے کتاب ☆ رونقِ دینِ پیمبر ہے کتاب
جگمگا جاتی ہے دنیا قلب کی ☆ رُوکشِ مہرِ منور ہے کتاب
ہے بہت ہی نیک بخت وخوش نصیب ☆ جس کو دنیا میں میسر ہے کتاب
ہفت کشور کا یہی ہے فیصلہ ☆ انتخابِ ہفت کشور ہے کتاب
منکشف ہوتا ہے حالِ دوجہاں ☆ جامِ جمشیدی سے بہتر ہے کتاب
ہم کو ہونا چاہئے اس کا خیال
کوئی بد تر کوئی بہتر ہے کتاب

کتاب

زینتِ اربابِ خلوت ہے کتاب ☆ رونقِ اصحابِ جلوت ہے کتاب
مخزنِ اسرارِ حکمت ہے کتاب ☆ معدنِ انوارِ ملت ہے کتاب
باعثِ آرام و راحت ہے کتاب ☆ دافعِ آلام و کلفت ہے کتاب
مظہرِ اسرارِ فطرت ہے کتاب ☆ پیکرِ انوارِ قدرت ہے کتاب
ماہتابِ علم و حکمت ہے کتاب ☆ آفتابِ دین و ملت ہے کتاب
مرشدِ راہِ طریقت ہے کتاب ☆ ہادئ طورِ شریعت ہے کتاب
کوکبِ تابانِ قسمت ہے کتاب
مہرِ گردونِ لیاقت ہے کتاب

کتاب

دلربا و دلکش و دل دار و دلبر ہے کتاب
جاں فروز و جاں نواز و روح پرور ہے کتاب
فیض بخش و مہربان و لطف گستر ہے کتاب
وجہِ تسکینِ دلِ پر درد و مضطر ہے کتاب
روح کو کندن بنا دیتی ہے علم و فضل سے
قدر دانوں کے لئے کبریتِ احمر ہے کتاب
ہوش والو تم کو حرزِ جاں بنانا چاہئے
علم و فہم و عقل و دانائی کا دفتر ہے کتاب
مست ہوکر جھومتے ہیں طالبانِ معرفت
بادۂ اسرار کا لبریز ساغر ہے کتاب
بے غرض ، بے لوث ، خیر اندیش ، مخلص ، خیر خواہ
آج کل کے دوستوں سے خوب و خوشتر ہے کتاب

انار

اظہار کے خلوص کی بُرہان ہیں انار
قلبی توجہات کی پہچان ہیں انار
سامانِ تقویت ہیں دل و روح کے لئے
بیجان غمزدہ کے لئے جان ہیں انار
آئینہ دارِ الفتِ ظاہر ہیں بے گماں
پنہاں تعلقات کا اعلان ہیں انار
ظاہر ہے دانہ دانہ سے رنگ وفا ومہر
افسانۂ وداد کا عنوان ہیں انار
وجہِ سکوں ہیں اسعدِ بیتاب کے لئے
رنگینیٔ حیات کا سامان ہیں انار

نصائح پدر

کر کے روشن اپنے دل میں علم و حکمت کا چراغ
تم جہالت کا مٹادو اپنی پیشانی سے داغ

علم و حکمت سب ہمارا گم شدہ سامان ہے
خوب کوشش سے لگانا چاہئے اس کا سراغ

دھوکہ دینا بدمعاشوں کا طریقِ کار ہے
نیک انساں کب دکھاتا ہے کسی کو سبز باغ

بدخصال انساں خدا کی رحمتوں سے دور ہے
تم نہ ہونا شعلہ طبع و بد مزاج و خر دماغ

تندرستی اور قوت کی حفاظت کے لئے
روز بعدِ عصر کرنا چاہئے گل گشتِ باغ

ہے یقیناً شانِ اربابِ شرافت کے خلاف
خود تو ہو فرشِ زمیں پر آسماں پر ہو دماغ

روز و شب مشغول رہتے ہیں نوشت و خواند میں
ہم کو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے فراغ

جب کیا کرتے ہیں سستی مدرسہ کے کام میں
بے مزہ ہے سیرِ نہر و آبشار و باغ و راغ

کیوں نہ ہو اچھے برے کی گفتگو میں امتیاز
کیا برابر ہے نوائے بلبل و آوازِ زاغ

نیک سیرت پاک باطن دوستوں کا ساتھ تھا
باغ میں جاکر ہمارا دل ہوا تھا باغ باغ

مولوی صاحب بجا ارشاد فرماتے تھے کل
کم سنوں کے واسطے اچھا نہیں دیوانِ داغؔ

ہم کو اسعدؔ اس میں کوتاہی نہ کرنا چاہئے
فرض ہے احکامِ توحید و رسالت کا بلاغ

صلاح

دیتے ہیں دوستوں کو بھلی بات کی صلاح
ہم جانتے نہیں ہیں بری بات کی صلاح

دشمن ہے وہ رفیق نہیں مہرباں نہیں
دیتا ہے جو کسی کو بری بات کی صلاح

لاعلم ہیں جہاں کے نشیب و فراز سے
کیا خاک دیں کسی کو کسی بات کی صلاح

افسوس ، آہ! خوبیٔ قسمت تو دیکھئے
دیتے ہیں ہم کو دوست بری بات کی صلاح

کہتے ہیں نیک بات ہم اپنے خیال میں
جو پوچھتا ہے ہم سے کسی بات کی صلاح

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤتَمِنٌ کا کرو خیال
جب تم سے کوئی پوچھے کسی بات کی صلاح

دنیا کی اور دین کی جس میں ہو بہتری
دیتے ہیں دوستوں کو اسی بات کی صلاح

ترجمانی شعر فارسی بشعر اردو فی البدیہہ

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ برو
یک دوکسِ یک دو نفس بہر خدا بنشینند

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمین پر اسعد
جس پہ دو چار گھڑی ذکرِ خدا ہوتا ہے

گھمنڈ

ہے حماقت زہد وطاعت پر گھمنڈ ☆ بے وقوفی ہے عبادت پر گھمنڈ
مال و دولت کا نہیں کچھ اعتبار ☆ رائیگاں ہے مال ودولت پر گھمنڈ
کیا مناسب ہے گناہوں پر غرور ☆ جب ہے ناجائز عبادت پر گھمنڈ
علم وحکمت روکتے ہیں فخر سے ☆ ہے جہالت علم و حکمت پر گھمنڈ
زہد وطاعت بھی اُسی کا فیض ہے ☆ لغو ہے پھر زہد و طاعت پر گھمنڈ
چار دن کی چاندنی ہے بے گماں ☆ کیجئے کیا حسنِ صورت پر گھمنڈ
زور وطاقت چلتی پھرتی چھاؤں ہے ☆ کیجئے کیوں زور و طاقت پر گھمنڈ
کیجئے ہرگز نہ قوت پر گھمنڈ ☆ جاہ پر نازش نہ عزت پر گھمنڈ
جن کو دیتا ہے خدا قلبِ سلیم ☆ وہ نہیں کرتے لیاقت پر گھمنڈ
دیکھئے قارون کا انجامِ بد ☆ کیجئے کیا مال و دولت پر گھمنڈ
قابلیت پہلے تو پیدا کرو ☆ پھر ہی کرنا قابلیت پر گھمنڈ
عزّ و رفعت پر کرو شکرِ خدا ☆ بد نما ہے عزّ و رفعت پر گھمنڈ

علم پر بھی ناز کرنا عیب ہے
لوگ کرتے ہیں جہالت پر گھمنڈ

جھوٹ

کیا بتاؤں تمہیں کہ کیا ہے جھوٹ ☆ کچھ نہ پوچھو بری بلا ہے جھوٹ
یاد رکھو بہت برا ہے جھوٹ ☆ یاد رکھو بڑی خطا ہے جھوٹ
ہر برائی کی ابتدا ہے جھوٹ ☆ فتنہ انگیز و فتنہ زا ہے جھوٹ
سچ تو یہ ہے بری بلا ہے جھوٹ ☆ موجبِ لعنتِ خدا ہے جھوٹ
وجہِ خوشنودیٔ خدا ہے سچ ☆ وجہِ ناراضیٔ خدا ہے جھوٹ
دین و دنیا میں خوار کرتا ہے ☆ کیا بتاؤں کہ کیا بلا ہے جھوٹ
بھیجتا ہے اسی سے دوزخ میں ☆ راہِ ابلیس پُرجفا ہے جھوٹ
اس کی عزت کہیں نہیں ہوتی ☆ جو حماقت سے بولتا ہے جھوٹ
شرفاء احتراز کرتے ہیں ☆ کارِ اوباشِ بے حیا ہے جھوٹ
دل کی پاکیزگی کو کھوتا ہے ☆ داغِ دامانِ اتقا ہے جھوٹ

جھوٹ بولے مری بلا اسعد
جانتا ہوں بری بلا ہے جھوٹ

علاج

کون کرسکتا ہے دنیا میں حماقت کا علاج
ہو نہیں سکتا کسی سے اس مصیبت کا علاج
عقل مندوں نے ہمیشہ یہ کیا ہے تجربہ
ہر مرض میں نفع دیتا ہے شریعت کا علاج

ہے اگر پیشِ نظر قومی ترقی کا خیال
ہم کو کرنا چاہئے اپنی جہالت کا علاج
کام کرنا چاہئے ہاں کام کرنا چاہئے
صرف رونے سے نہیں ہوتا ہے نکبت کا علاج

کیجئے ہرگز نہ سنئے دوسروں کا تذکرہ
سب سے بہتر ہے یہی بہتان و غیبت کا علاج
چھوڑیئے کفار کے سارے طریقے چھوڑیئے
کیجئے قرآن سے امراضِ امت کا علاج
مولوی صاحب یہ شاگردوں سے فرماتے تھے کل
ہم کیا کرتے ہیں قمچی سے شرارت کا علاج

اعراض

ہے خطا صحبتِ اربابِ صفا سے اعراض
ہے برا خدمتِ اصحابِ ہدیٰ سے اعراض
زہر ہے سنتِ محبوبِ خدا سے اعراض
عقل والے کہیں کرتے ہیں دوا سے اعراض

رونقِ دینِ پیمبر ہے گروہِ علماء
سمِ قاتل ہے گروہِ علماء سے اعراض
باعثِ قہرِ خدا ہے جہلا کی صحبت
موجبِ لطفِ خدا ہے جہلا سے اعراض
اہلِ تقویٰ کی توجہ ہے غنیمت اسعد
بے وقوفی ہے فیوضِ صلحاء سے اعراض

ماں باپ

نہیں ہوتے ہیں جن سے شاد ماں باپ
نہیں کرتے ہیں ان کو یاد ماں باپ
نہیں جائے گا کوئی قبر میں ساتھ
بہن ، بھائی ، زن ، و اولاد ، ماں ، باپ
لگا کر دل اسی میں کام کرلو
مقرر جو کریں میعاد ماں باپ
خبر بھی ہے تمہاری پرورش میں
اٹھاتے ہیں ہر اک افتاد ماں باپ
خوشی سے جھیلتے ہیں ہر مصیبت
نہیں کرتے ذرا فریاد ماں باپ
گذارو اس طرح سے عمر بچو
رہے مسرور وخوش ماں شادماں باپ
دعاؤں سے کریں گے یاد ماں باپ
جو تم سے پائیں گے امداد ماں باپ
نہ ہو ان کی اطاعت فرض کیوں کر
کہ جب ہیں علتِ ایجاد ماں باپ
کرو برداشت از راہِ سعادت
کریں بالفرض گر بیداد ماں باپ
ستم کا روپ دیتے ہیں کرم کو
نہیں کرتے کبھی بیداد ماں باپ
اگر تعلیم میں کرتے ہیں سستی
تو بیشک ہیں بڑے جلّاد ماں باپ
وہ ہے بدبخت احمق بے سلیقہ
نہیں ہیں جن سے خوش استاد ، ماں ، باپ

دل لگاکر اگر پڑھیں گے آپ ☆ حق تعالیٰ کو خوش کریں گے آپ
لوگ سمجھیں گے جاہل و احمق ☆ اپنی ماں سے اگر لڑیں گے آپ
اور سمجھیں گے عاقل و دانا ☆ ان کا کہنا اگر کریں گے آپ
دوسروں کو برا کہیں گے اگر ☆ دوسروں سے برا سنیں گے آپ
غالباً میرے شعر پڑھ پڑھ کر ☆ یاد مجھ کو کیا کریں گے آپ
کیجئے نیک کام اے اسعدؔ ☆ کام آئیں گے جب مریں گے آپ

پاس جب امتحاں میں ہوں گے آپ ☆ خوش بہت ہوں گے آپ کے ماں باپ
کسی محفل میں ہو اگر شرکت ☆ تو سلیقے سے بیٹھئے چپ چاپ
دیکھئے کیوں کسی کو نفرت سے ☆ کیجئے کس لئے یہ بھاری پاپ
کیوں نہ ہو آپ کے شکم میں درد ☆ آپ کھاتے ہیں جب اناپ شناپ
نامناسب ہے عقلمندوں کو ☆ اپنی تعریف اور آپ ہی آپ
ہم نے دیکھا ہے جو چھچھورے ہیں ☆ اینٹھتے ہیں فضول آپ سے آپ

پند دل بند

تعلیم میں جن سے نہیں ہوتی ہمت ☆ رہتے ہیں ہمیشہ وہ اسیرِ ذلت
منظور اگر تم کو ہے عزّ و رفعت ☆ محنت کرو محنت کرو بیٹا محنت
مقصود اگر تم کو ہے مال و دولت ☆ مرغوب اگر تم کو ہے عزّ و رفعت
مطلوب اگر تم کو ہے خلد و جنت ☆ محنت کرو محنت کرو بیٹا محنت
کرنا ہے اگر قوم کی تم کو خدمت ☆ محنت کرو محنت کرو بیٹا محنت
جس قوم کے بیٹے نہیں کرتے ہمت ☆ اس قوم کو حاصل نہیں ہوتی عزت
دینا ہے اگر قومِ حزیں کو راحت ☆ کرنا ہے اگر خدمتِ دین وملت

ہم نسخۂ بے مثل بتاتے ہیں تمہیں ☆ محنت کرو محنت کرو بیٹا محنت
کرتے ہو اگر دل سے ہماری عزت ☆ رکھتے ہو اگر دل میں ہماری عظمت
سچی ہے اگر دل میں ہماری الفت ☆ محنت کرو محنت کرو بیٹا محنت
جن بچوں کی ہوتی ہے مبارک سیرت ☆ جن بچوں کی ہوتی ہے مبارک خصلت
کرتے ہیں بزرگوں کی ہمیشہ تعظیم ☆ کرتے ہیں بزرگوں کی ہمیشہ عزت
جن بچوں کی ہوتی ہے منور فطرت ☆ جن بچوں کی ہوتی ہے درخشاں طینت
استاذ کو رکھتے ہیں ہمیشہ راضی ☆ ماں باپ کی کرتے ہیں ہمیشہ خدمت
جن بچوں پہ ہوتی ہے خدا کی رحمت ☆ جن بچوں پہ ہوتی ہے خدا کی شفقت
تہذیب کی کرتے ہیں ہمیشہ کوشش ☆ تعلیم میں کرتے ہیں ہمیشہ محنت
جو مرد نہیں ہوتے ہیں عالی ہمت ☆ جن سے نہیں ہوتی ہے مشقت محنت
جن کے نہیں ہوتے ہیں ارادے محکم ☆ وہ مرد نہیں بلکہ ہیں بوڑھی عورت

بیش قیمت بکری

باحمیت ہے تمہاری بکری ☆ با مروت ہے تمہاری بکری
خوبصورت ہے تمہاری بکری ☆ خوب سیرت ہے تمہاری بکری
نیک خصلت ہے تمہاری بکری ☆ نیک عادت ہے تمہاری بکری
دل کی راحت ہے تمہاری بکری ☆ بیش قیمت ہے تمہاری بکری
شانِ قدرت ہے تمہاری بکری ☆ حورِ جنت ہے تمہاری بکری
ایک نعمت ہے تمہاری بکری ☆ گھر میں رحمت ہے تمہاری بکری
اس کو پالا ہے تمہاری ماں نے ☆ ذی سعادت ہے تمہاری بکری
دودھ دیتی ہے وہ تازہ تازہ ☆ گنجِ دولت ہے تمہاری بکری
خوب گاتی ہے وہ مِیں مِیں کرکے ☆ وجہِ فرحت ہے تمہاری بکری

خوبصورت ہے سیاہی اس کی
شامِ عشرت ہے تمہاری بکری

حیف ہے صد حیف ہے بکری کے بچے مرگئے
میری بیوی اور بچوں کو پریشاں کرگئے
کاش لیجاتے وہ بکری کو بھی اپنے ساتھ ساتھ
اور دھو لیتے مرے معصوم بچے اس سے ہاتھ
یا الٰہی جلد بکری کو بھی تو برباد کر
اور بیچاروں کو فکرِ چارہ سے آزاد کر
یا الٰہی ہم کو اس کالی بلا سے دے نجات
یا الٰہی اس پہ جلدی سے مسلط کر ممات

تمہاری بکری

خوبی وحسن میں یکتا ہے تمہاری بکری ☆ خالۂ ناقۂ لیلیٰ ہے تمہاری بکری
دلبر و دلکش و زیبا ہے تمہاری بکری ☆ خوشتر و بہتر و رعنا ہے تمہاری بکری
زور آور ہے توانا ہے تمہاری بکری ☆ سچ ہے بکری نہیں بکرا ہے تمہاری بکری
لوگ کہتے ہیں کہ بڑھیا ہے تمہاری بکری ☆ میں یہ کہتا ہوں کہ بڑھیا ہے تمہاری بکری
مکھیاں کھاتی ہیں اس کو یہ کھڑی رہتی ہے ☆ واہ کس درجہ شکیبا ہے تمہاری بکری
شیر خونخوار کی نانی ہے تمہاری بکری ☆ کون کہتا ہے کہ کتیا ہے تمہاری بکری
دیکھتی ہے مگر اندھی سی نظر آتی ہے ☆ واہ کیا خوب تماشا ہے تمہاری بکری

بے حمیت ہے تمہاری بکری ☆ بے مروت ہے تمہاری بکری
سخت زحمت ہے تمہاری بکری ☆ وجہِ وحشت ہے تمہاری بکری
رات کو نیند اڑادیتی ہے ☆ کیسی آفت ہے تمہاری بکری
دودھ کم دیتی ہے کھاتی ہے بہت ☆ کیا قیامت ہے تمہاری بکری
گندگی سارے مکاں میں پھیلی ☆ اک مصیبت ہے تمہاری بکری
دیکھ کر تیز سی چھریاں گھر میں ☆ غرقِ حیرت ہے تمہاری بکری
میں اسے بھون کے کھاجاؤں گا ☆ میری دعوت ہے تمہاری بکری

گوسفند

باعثِ غم ہے تمہاری گوسفند ☆ موجبِ ہَم ہے تمہاری گوسفند
ہر گھڑی رہتا ہے چارے کا خیال ☆ فکرِ اعظم ہے تمہاری گوسفند
روز وشب کرتی ہے مئیں مئیں بے حیا ☆ رنجِ پیہم ہے تمہاری گوسفند
کیا ضرورت ہے کہ کتا پالئے ☆ گھر میں کیا کم ہے تمہاری گوسفند
اس کو احمد، ارشد اللہ کھائے گا ☆ رزقِ ضیغم ہے تمہاری گوسفند

کمزور ہے مریل ہے تمہاری بکری ☆ مجہول ہے اجہل ہے تمہاری بکری
ہروقت کیا کرتی ہے مئیں مئیں کم بخت ☆ دیوانی ہے پاگل ہے تمہاری بکری

وجہِ الم و غم ہے تمہاری بکری ☆ اک جہلِ مجسم ہے تمہاری بکری
کم بخت سمجھتی ہی نہیں نیک وبد ☆ بے دال کی بودم ہے تمہاری بکری

اے عزیز و خوش خصال ودل پسند ☆ نیک بخت وخوش نصیب وار جمند
آپ کی بکری سے میں راضی نہیں ☆ آپ کی بکری ہے مجھ کو ناپسند
ہے مثل گر غم نداری بز بخر ☆ کیوں خریدی آپ نے یہ گوسفند
آپ سے بیحد تعجب ہے مجھے ☆ آپ تو ہیں ہوشیار وعقل مند
کاش لیتے عاقبت بینی سے کام ☆ عقل کے فتوے پہ ہوتے کاربند
کاش چلتے آپ میری رائے پر ☆ اور سنتے تجربہ کاروں کی پند
نفع کیا ہے ما سوائے فکر و غم ☆ فائدہ کیا ہے بجز رنج وگزند
آپ کی بکری غموں کا دام ہے ☆ اور گونا گوں مصائب کی کمند
آپ کی بکری ہے نادانوں کا خر ☆ اور جہل وبے وقوفی کا سمند
راقمِ نامہ ہے والد آپ کا ☆ خیر خواہ و غمگسار و درد مند

منظوم خطوط

مکتوب مشتمل بر فضیلتِ علم

السلام علیکم!

اے عزیزِ باتمیز و باوقار ☆ خوش نصیب و نیک بخت و بختیار
حق تعالیٰ تم کو رکھے عمر بھر ☆ کامیاب و کامران و کامگار
تم کو دنیا میں میسر ہو شرف ☆ دین میں حاصل ہو تم کو اقتدار
بعد مدت کے تمہارا خط ملا ☆ ہوگئے حالات مجھ پر آشکار
میں تو بیٹا ہو چلا تھا ناامید ☆ تھک گیا تھا کرتے کرتے انتظار
خیر تم نے اب تو یہ تاخیر کی ☆ لیکن آئندہ نہ کرنا زینہار
بھیجنے میں خط کے یہ رکھو خیال ☆ اے عزیزِ ہوشمند و ہوشیار
ایک ہفتہ میں سہارنپور سے ☆ ڈاک آتی ہے یہاں پر تین بار
لکھے دیتا ہوں دنوں کے نام بھی ☆ یاد رکھو جمعہ ، منگل ، سوموار
تم کو بیٹا یاد رکھنا چاہئے ☆ میں کیا کرتا ہوں خط کا انتظار
دھیان رہتا ہے تمہارا روز وشب ☆ یاد کرتا ہوں تمہیں لیل و نہار
علم کی کچھ خوبیاں لکھتا ہوں اب ☆ غور سے ان کو پڑھو اے نامدار
علم سے ہوتا ہے انساں محترم ☆ علم سے ہوتا ہے انساں باوقار
علم سے ہے آدمیت کا فروغ ☆ علم باغِ زندگی کی ہے بہار
علم سے ہوتی ہے شہرت دہر میں ☆ علم ہے عالم کا سچا اشتہار
علم کردیتا ہے انساں کو حلیم ☆ علم سے ہوتا ہے انساں بردبار
علم سے رنگین ہوجاتی ہے روح ☆ علم کردیتا ہے دل کو لالہ زار
علم روحانی مزوں کا ہے کفیل ☆ آسمانی رحمتوں کا ذمہ دار
بخت خفتہ جاگتا ہے علم سے ☆ علم سے ہوتا ہے غافل ہوشیار
علم کرتا ہے معطر روح کو ☆ علم کیا ہے جنتی پھولوں کا ہار
علم کیا ہے آدمیت کا بناؤ ☆ علم کیا ہے آدمیت کا سنگار
علم کیا ہے ایک لعلِ بے بہا ☆ علم کیا ہے ایک دُرِّ شاہوار

علم کیا ہے آدمیت کا شرف ☆ علم کیا ہے آدمیت کا وقار
علم کیا ہے ایک لطفِ پُرنشاط ☆ علم کیا ہے ایک کیفِ پُر بہار
علم کیا ہے کل جہاں کا ماحصل ☆ علم کیا ہے انتخابِ روزگار
علم کیا ہے رازدانِ کائنات ☆ حسن فطرت کا حقیقی راز دار
علم کے جھولوں میں ذوق وشوق سے ☆ جھولتے ہیں لطف وفضل کردگار
علم کے نغموں سے ہوکر مست وخوش ☆ جھومتی ہے رحمتِ پروردگار
غیب سے پڑتی ہے نورانی پھوار ☆ علم کرتا ہے تجلی آشکار
علم سے بہتر نہیں ہے کوئی شئ ☆ علم ہی ہے انتخابِ روزگار
کون لکھ سکتا ہے ساری خوبیاں ☆ علم ہے دریائے ناپیدا کنار
والدہ سے اپنی کہہ دینا سلام ☆ اور کرنا تم مرے بچوں کو پیار
راقمِ نامہ تمہارا باپ ہے ☆ بندۂ محتاج عاجز خاکسار

منظوم خطوط بنام صاحبزادگان

عزیزم احمد اللہ خوش رہو تم ☆ سمجھ کر سوچ کر یہ خط پڑھو تم
یہ خط میں نظم میں لکھتا ہوں تم کو ☆ پڑھو پھر اپنے بھائی کو سنادو
بزرگوں کی نصیحت یاد رکھو ☆ کہ ہر شئ میں شریعت یاد رکھو
ہمیشہ تم خدا کو ایک جانو ☆ ہمیشہ تم خدا کو ایک مانو
ہمیشہ تم خدا کو یاد رکھو ☆ خدا کی یاد سے دل شاد رکھو
جہاں اٹھو اسی کو یاد رکھو ☆ جہاں بیٹھو اسی کو یاد رکھو
پڑھو لکھو ہمیشہ دل لگاکر ☆ ادب سیکھو ہمیشہ دل لگاکر
پڑھو لکھوگے اچھا کام ہوگا ☆ زمانے میں تمہارا نام ہوگا
تمہاری لوگ تعریفیں کریں گے ☆ محبت کا تمہاری دم بھریں گے
برے لڑکوں کی صحبت زہر سمجھو ☆ بچو ان سے خدا کا قہر سمجھو
بُروں سے بات کرنا بھی برا ہے ☆ خطا ہے ہاں خطا ہے ہاں خطا ہے

بری عادت سے بیٹا دور بھاگو ☆ بُری حالت سے بیٹا دور بھاگو
کسی سے تم کبھی ہرگز نہ لڑنا ☆ بری عادت ہے لوگوں سے جھگڑنا
مری اس بات کو دل میں بٹھالو ☆ کبھی گالی نہ دینا تم کسی کو
کرو عزت تم اپنی والدہ کی ☆ اسی میں ہے تمہاری نیک بختی
ہمیشہ ان کے کہنے پر چلو تم ☆ لگاکر کان بات ان کی سنو تم
کسی سے تم کبھی تُو سے نہ بولو ☆ کرو جو بات وہ تہذیب سے ہو
سمجھ لو تم جو سچے آدمی ہیں ☆ وہی دنیا میں اچھے آدمی ہیں
جہاں جس نے ذرا سا جھوٹ بولا ☆ ہوا مشہور وہ دنیا میں جھوٹا
نہ کرنا تم کسی سے بدزبانی ☆ نہ کرنا تم کسی سے بدگمانی
تمہارے حق میں بیٹے ہے یہ بہتر ☆ کرو شفقت تم اپنے بھائیوں پر
یہاں رنگون میں بیحد ہیں مچھر ☆ بڑی تکلیف دیتے ہیں ستم گر
یہ موذی کاٹ لیتے ہیں جہاں پر ☆ جلن رہتی ہے گھنٹوں تک وہاں پر
خدا غارت کرے ان ظالموں کو ☆ نہیں ڈرتے ستاکر عالموں کو
کٹھن کردی انہوں نے زندگانی ☆ نہیں کرتے کسی پر مہربانی

دعائیں مانگتا ہوں میں خدا سے
تمہیں محفوظ رکھے ہر بلا سے

السلام علیکم

نور چشم و عزیز و برخوردار ☆ نیک بخت و سعید و خوش اطوار
دین و دنیا میں تم رہو خرم ☆ کبھی دیکھو نہ درد و رنج و الم
علم حاصل کرو ادب سیکھو ☆ اور دونوں جہاں میں سکھ سے رہو
دین و دنیا کے تم کرو وہ کام ☆ جس سے روشن ہو خانداں کا نام
تم نے ہفتوں سے خط نہیں لکھا ☆ ہم کو شاید بھلادیا بیٹا!
دیکھتا ہوں جہاں کوئی لڑکا ☆ یاد آتے ہو مجھ کو تم بیٹا!

رات دن انتظار رہتا ہے ☆ غم سے دل بیقرار رہتا ہے
پہلے تم کو بخار آتا تھا ☆ اب تمہارا مزاج ہے کیسا
تم نے بیٹا کبھی نہیں لکھا ☆ حال کیسا ہے سب عزیزوں کا
گوشِ دل سے سنو مرے دل بند ☆ ایسی باتیں مجھے نہیں ہیں پسند
چاہتا ہوں تمہاری خیریت ☆ جلد لکھو تم اپنی کیفیت
حال لکھو محمداللہ کا ☆ اپنی آپا کا ارشد اللہ کا
تاکہ دل کو سکون حاصل ہو ☆ رنج زائل ہو فکر زائل ہو
چند لکھتا ہوں کام کی باتیں ☆ میری جانب سے ہیں یہ سوغاتیں
علم عزت ہے علم رفعت ہے ☆ علم قوت ہے علم طاقت ہے
علم راحت ہے علم رحمت ہے ☆ علم دولت ہے علم شوکت ہے
علم اللہ سے ملاتا ہے ☆ علم شیطان سے بچاتا ہے
علم سے دل میں نور ہوتا ہے ☆ جاں کو حاصل سرور ہوتا ہے
اپنی تعلیم کا خیال کرو ☆ گھر کی تنظیم کا خیال کرو
لکھنے پڑھنے کا اہتمام کرو ☆ اچھی باتوں کا التزام کرو
تم ہمیشہ رہو میرے فرزند ☆ باجماعت نماز کے پابند
باجماعت نماز سے بہتر ☆ کوئی طاعت نہیں ہے جانِ پدر
روز قرآں پڑھو کتاب پڑھو ☆ خوش خطی اور حساب بھی سیکھو
یاد ہوتا نہیں ہے جس کو سبق ☆ ایسے لڑکے کا نام ہے احمق
وقتِ حاجت زبان کھولو تم ☆ بے ضرورت کبھی نہ بولو تم
بے سبب تم نہ ہو کسی پر تیز ☆ ایسی باتوں سے چاہئے پرہیز
بے ادب بے نصیب ہوتا ہے ☆ اپنی قسمت پہ آپ روتا ہے
باادب با نصیب ہوتا ہے ☆ ذاتِ حق کے قریب ہوتا ہے
غور سے تم سنو مرا کہنا ☆ قرض سے دور دور ہی رہنا
سخت آفت ہے قرض کا لینا ☆ سخت زحمت ہے قرض کا دینا
قرض کنجی ہے بغض و نفرت کی ☆ قرض قینچی ہے حُبّ و الفت کی

قرض کرتا ہے زندگی کو کٹھن ☆ قرض کرتا ہے دوست کو دشمن
قرض بیحد خراب ہوتا ہے ☆ جان و دل کا عذاب ہوتا ہے
قرض کرتا ہے آدمی کو خوار ☆ قرض کھوتا ہے آدمی کا وقار
تم سے ممکن ہو مفت دیدینا ☆ نام لیکن نہ قرض کا لینا
ہاں شریعت نے جب کیا ہو فرض ☆ پھر تو لازم ہے کاروبارِ قرض
صاف رکھنا ہمیشہ سینے کو ☆ دل میں دینا جگہ نہ کینے کو
میں نہ بیمار ہوں نہ اچھا ہوں ☆ رات دن سُست سُست رہتا ہوں
مچھر اب تک مجھے ستاتے ہیں ☆ خون پیتے ہیں گوشت کھاتے ہیں
اپنی مردانگی دکھاتے ہیں ☆ کان پر آکے بھنبھناتے ہیں
اپنی ہمت کے گیت گاتے ہیں ☆ شور کرتے ہیں سر اٹھاتے ہیں
ایک اخبار ہے یہاں فاروق ☆ خوب کرتا ہے خدمتِ مخلوق
اسکے مالک ہیں پیر سرور شاہ ☆ نیک مرد و شریف و علم پناہ
لطف فرما و مہرباں و شفیق ☆ خیر اندیش و خیر خواہ و خلیق
خاکساری ہے ان کی طینت میں ☆ کبر بالکل نہیں طبیعت میں
وہی مالک وہی مدیر بھی ہیں ☆ دفتری کام کے امیر بھی ہیں
لکھ دیا میں نے حال ظاہر کا ☆ حال باطن کا جانتا ہے خدا
ان کے اخلاق سے یقیں ہے مجھے ☆ اس کو فاروق میں جگہ دیں گے
بعد چھپنے کے تم کو بھیجوں گا ☆ باقی سب سے سلام کہہ دینا

اور لکھتا مگر کہاں مہلت
نہیں ملتی ہے کام سے فرصت

منظوم خط بنام مولوی محمد طاہر کاندھلوی

قوتِ دستِ و بازوئے اسعد ☆ نیک اطوار خوش سیر طاہر
سَرَّکَ اللّٰہُ دَائِماً اَبَدا ☆ رَبَّکَ اللّٰہُ رَبُّکَ القَادر
شکر حق کا کہ تونے یاد کیا ☆ للہ الحمد خط ہوا صادر
اپنی قسمت پہ کیوں نہ ہوں نازاں ☆ بخت پر اپنے کیوں نہ ہوں فاخر
کردیا مجھ کو تیرا گرویدہ ☆ تیرا خط ہے حقیقتاً ساحر
چست مجھ کو کیا ترے خط نے ☆ ورنہ میرے حواس تھے فاتر
تیرے خط نے کیا مجھے شاداں ☆ ترے خط سے ہوئی خوشی ظاہر
سارے حالات ہوگئے روشن ☆ جملہ کیفیتیں ہوئیں باہر
میں ہوں ممنون اس عنایت کا ☆ تیرے لطف وکرم کا ہوں شاکر
تجھ سے مجھ کو خوشی میسر ہو ☆ تو ہو قلبِ شکستہ کا جابر
تجھ سے پہونچے جہان کو آرام ☆ تو کسی پر کبھی نہ ہو جائر
تجھ کو ہر فن و علم ہو حاصل ☆ ہر ہنر میں خدا کرے ماہر
نیک کاموں کا تو بنے ہادی ☆ اور بدکاریوں کا ہو زاجر
فائدہ تجھ سے ہو زمانے کو ☆ علم تیرا ہو دہر میں زاہر
تو ہو آراستہ کمالوں سے ☆ اور جملہ عیوب سے طاہر
دائماً ذوق ہو عبادت کا ☆ تو ہمیشہ ہو شاغل و ذاکر
ہیں ثنا خواں ترے محبّ و عدو ☆ تو ہے ممدوحِ غائب و حاضر
حسنِ تہذیب میں ہے تو کامل ☆ حسنِ تادیب میں نہیں قاصر
سب کے دل میں ہے احترام ترا ☆ تجھ پہ مائل ہیں مسلم و کافر
معتقد ہے جہان بھر تیرا ☆ تیرے قائل ہیں صالح و فاجر
سامنے ہے جو نَھٰی لَایَسْخَرْ ☆ کیسے ہوئے کسی سے تو ساخر
مجھ کو تجھ سے بہت محبت ہے ☆ آج کرتا ہوں میں اسے ظاہر
چاہتا ہوں کہ خوش رہے مجھ سے ☆ مجھ کو منظور ہے تری خاطر

جلد آجا کہ چست ہوجاؤں ☆ تیری فرقت میں سخت ہوں فاتر
رات دن تجھ کو یاد کرتا ہوں ☆ روز وشب دل سے ہوں ترا ذاکر
لکھ دیا میں نے نظم میں نامہ ☆ کہ ہو مسرور خاطرِ عاطر
مجھ کو عادت نہیں تعلّی کی ☆ ورنہ لکھتا ضرور میں طاہر
کس نے دیکھا ہے اس زمانے میں ☆ مجھ سا رنگیں و خوش بیاں شاعر
ایک شیٔ کی مجھے ضرورت ہے ☆ اس کو کرتا نہیں مگر ظاہر
کیونکہ بہتر یہی ہے میرے لئے ☆ کہ رہوں اور کچھ دنوں صابر
ختم کرتا ہوں اس دعا پر خط
ہو خدا تیرا حافظ و ناصر

پتہ منظوم

کاندھلہ کے بڑے رئیسوں میں
متولی جلیل صاحب ہیں
بھیجتا ہوں عزیز طاہر کو
معرفت ان کی یہ لفافہ میں

خط بنام نور چشم احمد اللہ

السلام علیکم!

عزیز و جگر گوشہ و نیک نام ☆ سعید و ادب پیشہ و شاد کام
شریف الخصال و کریم المقام ☆ فصیح البیاں و بلیغ الکلام
فتوت مآب و مروت پناہ ☆ شرافت نشاں و سعادت نظام
نگارش ہے تم کو یہ بعد السلام ☆ پڑھو جی لگاکر مرے یہ پیام
تمہیں یاد کرتا ہوں میں روز وشب ☆ مجھے یاد آتے ہو تم صبح و شام
دعا مانگتا ہوں یہ لیل و نہار ☆ تمہارا زمانے میں روشن ہو نام
مجھے آج کل کچھ شکایت نہیں ☆ بفضلِ خدا ہوں بخیرِ تمام
مگر مچھروں سے بہت تنگ ہوں ☆ پریشان کرتے ہیں ظالم مدام
ہمیشہ رہو شاد و خُرسند و خوش ☆ پیو تم شرابِ مسرت کے جام
زیارت ہو طیبہ کی تم کو نصیب ☆ خدا تم کو لے جائیں بیت الحرام
نصیحت کی اب چند باتیں سنو ☆ جو دیں گی تمہیں وقت بے وقت کام
ہمیشہ جہالت کے دشمن رہو ☆ کرو اپنی تعلیم کا انتظام
عزیزم پڑھو شوق سے فقہ کو ☆ کہ حاصل ہو علمِ حلال و حرام
عبادت سے بہتر نہیں کوئی چیز ☆ دیانت سے خوشتر نہیں کوئی کام
نہ دبنا کبھی نفسِ بد ذات سے ☆ نہ ہونا کبھی نفس کے تم غلام
پڑھو وقت پر تم ہمیشہ نماز ☆ جماعت کا دائم کرو اہتمام
یہ ہے بوحنیفہؒ کا قولِ شریف ☆ نہ پڑھنا تم الحمدُ خلفِ امام
بلا شبہ ہم کیوں نہ مانیں اسے ☆ کلامُ الامامِ امامُ الکلام
وہی ہے شریعت میں بہتر عمل ☆ کہ تم کرسکو جس پہ کامل دوام
جو رکھوگے راضی خداوند کو ☆ تو خوش ہوں گے تم سے خواص وعوام
سنو حکم باری اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡل ☆ رہو تابعِ حکمِ خیر الانام
کرو اس طرح زندگانی بسر ☆ رہیں تم سے مسرور سب خاص و عام

بچوں کی غزل

مرے بچوں نے خط بھیجا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو
مزہ آیا مزہ آیا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

بہت محنت سے پڑھتے ہیں بہت محنت سے لکھتے ہیں
مرے بچوں کا کیا کہنا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

نہ وہ غیروں سے لڑتے ہیں نہ آپس میں جھگڑتے ہیں
طریقہ ہے بہت اچھا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

مزے لے لے کے پڑھتے ہیں مرا خط اور کہتے ہیں
اُہو ہوہو اَہا ہاہا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

مجھے ان سے محبت ہے انہیں مجھ سے محبت ہے
تماشا ہے محبت کا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

سبق کو یاد کرتے ہیں مرا دل شاد کرتے ہیں
کرم ہے حق تعالیٰ کا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

بحمد اللہ مرے بچے سعادت مند بچے ہیں
انہیں ہے شوق طاعت کا اَہا ہاہا اُہو ہو ہو

قطعات تاریخ

رباعیات

ابیات

تاریخ بنائے مسجد اسلامیہ اسکول سہارنپور

محسنہ رحمتِ الٰہی ہست ☆ معدنِ جود و مخزنِ خیرات
بہرِ اسلامیہ سکول بساخت ☆ مسجدِ خوب مرکزِ برکات
گفت اسعد زبہرِ تاریخش ☆ مسجدِ تازہ مرجعِ حسنات

۱۳۵۲ھ

ایضاً

محسنہ رحمت الٰہی ہست ☆ معدنِ جود و مخزنِ خیرات
بہرِ اسلامیہ سکول بساخت ☆ مسجدِ خوب و مطلعِ برکات
گفت اسعد زبہرِ تاریخش ☆ ثانیٔ کعبہ مجمعِ نفحات

۱۳۵۲ھ

ایضاً

محسنہ رحمت الٰہی ہست ☆ صاحبِ جود و محسنِ ہر کس
بہرِ اسلامیہ سکول بساخت ☆ مسجدِ خوب و اطہر و اقدس
گفت اسعد زبہرِ تاریخش ☆ ہست ثانیٔ قبلۂ انفس

۱۳۵۲ھ

ایضاً

محسنہ رحمت الٰہی ہست ☆ طالبِ خیر و طالبِ مولیٰ
بہرِ اسلامیہ سکول بساخت ☆ مسجدِ خوب و اوسع و اعلیٰ
گفت اسعد زبہرِ تاریخش ☆ خَلَّدَ اللّٰہُ مَسجِدَ التَّقوٰی

۱۳۵۴ھ

قطعۂ تاریخ برائے مغلظات میرزا

حان صاحب مولوی نورِ محمد نے لکھی ☆ جب کتابِ جامعِ اشتات وکافر ماجرا
لکھ دی یہ تاریخ اسعد نے قلم برداشتہ ☆ اجتماعِ فنِ دُشنامِ جنابِ میرزا

قطعۂ تاریخ تعمیر مکان مولانا مفتی محمود رنگونی (برما)

قصرِ محمود خوشنما و رفیع ☆ بن گیا جب بفضلِ ربانی
عونِ حق سے کہ ہے بصیر و سمیع ☆ سال ہجری و عیسوی کے لئے
جن میں ہر ایک ہے نفیس و بدیع ☆ مصرعے دو کہے یہ اسعد نے
روکشِ خلد ہے یہ قصرِ بلند ☆ رشک فردوس ہے یہ کاخِ وسیع

۱۳۷۶ھ ۱۹۵۷ء

محقق کہ باشد بدیع الزمن ☆ زتدبیرِ ناظر حسن شد عیاں
بگو کامیابیٔ ناظر حسن ☆ پئے سالِ آغاز ہاتف بگفت

۱۳۵۳

ہوگئیں میری دعائیں مستجاب ☆ ہوگئی پوری تمنائے قدیم
کام گار و کامراں و کامیاب ☆ مولوی امداد خاں صاحب ہوئے

معمولِ گذشتہ میں نمایاں ہے خلل ☆ رنگون نے بدلا ہے مرا طرزِ عمل
قطعہ نہ رباعی نہ قصیدہ نہ غزل ☆ اس خاص فضا میں نہیں کہتا کچھ بھی

ہوتا ہی نہیں خوگرِ بیداد و ستم ☆ اٹھتے ہی نہیں مجھ سے غم و رنج والم
من عاشقِ معشوق مزاجم چہ کنم ☆ معذور مجھے سمجھیں حسینانِ جہاں

مشفق ہیں مودب ہیں جنابِ یعقوب ☆ مخلص ہیں مہذب ہیں جنابِ یعقوب
کیوں میرے مقرب ہیں جنابِ یعقوب ☆ اب خود ہی سمجھ جائیں سمجھنے والے

ذی عقل و معظم ہیں جنابِ یعقوب ☆ ذی علم و مکرم ہیں جناب یعقوب
ذی فضل و مفخم ہیں جنابِ یعقوب ☆ کیسے نہ ہو اسعد کی نظر میں عزت

رباعی

دل میں اثرِ صدقِ طلب پیدا کر ☆ ہر بات میں سامانِ طرب پیدا کر
وسعت نہیں بیباکی وگستاخی کی ☆ ہے عشق کا دعویٰ تو ادب پیدا کر

۹؍جولائی ۳۸ء

یکتا ہے کتابت میں ہمارا تمرین ☆ واحد ہے بلاغت میں ہمارا تمرین
مقبول وسلیماں ہیں ایڈیٹر اس کے ☆ بے مثل ہے ندرت میں ہمارا تمرین

دیگر

ہر شخص کو میلان ہے سوئے مقبول ☆ دلکش ہے پسندیدہ ہے خوئے مقبول
اسعد یہ عقیدہ ہے زمانے بھر کا ☆ مردودِ زمانہ ہے عدوئے مقبول

(قطعات)

مجھ کو ارماں تھا کہ اندوہِ بلا سے چھوٹوں
مجھ کو حسرت تھی کہ بے نفع دعا سے چھوٹوں
میری خواہش تھی کہ بیدادِ جفا سے چھوٹوں
میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں
وہ ستم گر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

ہوتا ہے غضب بھی نظرِ لطف اثر میں
وہ زہر ملاکر مجھے دیتے ہیں شکر میں
کس منہ سے کروں شکوئی میں اعراضِ بتاں کا
کچھ درد سا محسوس تو ہوتا ہے جگر میں

❁❁❁

بہت دقت سے ہوتی ہے کسی کی آروز پیدا
بڑی مشکل سے ارمانِ دلِ مضطر نکلتے ہیں
وہ کیوں کرتے نہیں ہیں وعدہ ہائے حشر کا ایفا
بپا کرتے ہوئے جب چال سے محشر نکلتے ہیں

❁❁❁

وصلِ بتِ خود سر کی تمنا نہ کریں گے
ہاں ہاں نہ کریں گے کبھی ایسا نہ کریں گے
بھولے سے بھی لیں گے نہ کبھی نامِ محبت
مضمونِ تعشق کبھی باندھا نہ کریں گے

از ذوقی مرحوم

پامال ہوا دل قدمِ یار کے آگے
کچھ چل نہ سکی شوخیِ رفتار کے آگے

❁❁❁

وصل و فرقت کا نہ غم پالیں گے
قلبِ پُر شوق کو سمجھالیں گے
تجھ سے ملنے کی قسم کھالیں گے
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

❁❁❁

تم جو پہلو سے اٹھے جان لبوں پر آئی
باور آیا مری جاں اب تو مری جاں ہونا
چھوڑ بھی ذکرِ بُتاں یادِ خدا آئی ہے
تجھ سے دانا کو مناسب نہیں ناداں ہونا

سبق آموزِ فصاحت ہے ہمارا فاروق
شرفِ اندوزِ بلاغت ہے ہمارا فاروق
کیوں نہ ہوجائیں اسے دیکھ کر نظریں خیرہ
مہرِ گردونِ صحافت ہے ہمارا فاروق

آبِ کوثر کی ہوس جن کو قیامت میں نہیں
ان کو ہوتی ہے یہاں پر ہوسِ جامِ شراب
مست آنکھوں سے پیا ٹوٹ گیا ساغر جب
چشمِ میگوں بنی فریاد رسِ جامِ شراب
ان کی مخمور نگاہوں سے ہے دنیا سرشار
نہیں دنیا میں کسی کو ہوسِ جامِ شراب

ہمیں کچھ نہ کچھ تم سے نسبت رہے گی
محبت نہ ہوگی عداوت رہے گی
ہمیشہ کو صاحب! سلامت رہوں گا
اگر تم سے صاحب سلامت رہے گی

مصور کس طرح کھینچے کہ جل کر راکھ ہوتا ہے
بفیضِ شعلہ روئی کاغذِ تصویر چٹکی میں
نہایت کشمکش میں تھا امید و بیم سے در پر
بجا سکتا نہ تھا گھنٹوں سے تھی زنجیر چٹکی میں
بتوں پر جان دیتے ہیں بڑے اللہ والے ہیں
لئے پھرتے ہیں اسعد سبحۂ تزویر چٹکی میں

تم نے اغیار سے وفا کر کے ☆ بے وفائی سے بے وفائی کی
ہے یہ لذت فزائے وصلِ حبیب ☆ قدر کرتا ہوں میں جدائی کی
ان کی مرضی کے یہ مطابق ہے ☆ قدر کرتا ہوں میں جدائی کی
قیدِ صیاد اور میں اسعد ☆ مہربانی ہے خوش نوائی کی

مجھے دنیا میں راحت ہے امیدِ باغِ رضواں سے
قفس میں دل کو بہلاتا ہوں میں یادِ گلستاں سے
نہیں کچھ چل سکی صیاد کی حسنِ تخیل پر
قفس میں دل کو بہلاتا ہوں میں یادِ گلستاں سے

رباعیات

چشمِ پُرشوق کے تارے ہیں محمد محسن
ہر چیز سے پیارے ہیں محمد محسن
کس چیز کی دنیا میں کریں ہم خواہش
ہر طرح ہمارے ہیں محمد محسن

سو جان سے پیارے ہیں محمد محسن
اور راج دلارے ہیں محمد محسن
ہم کو نہیں حاجت کسی شئ کی اسعدؔ
ہر طرح ہمارے ہیں محمد محسن

تم قوتِ جسم و قوتِ جاں ہو محسن
تم کاشفِ اسرارِ نہاں ہو محسن
دنیائے دنیؔ سے نہیں مطلب ہرگز
اسعدؔ کو تمہیں زیبِ جہاں ہو محسن

ظاہر ترا اچھا ہے تو بہتر باطن
آرام سے ہے قلب ہمیشہ ساکن
اسعدؔ تجھے کیا فکرِ دو عالم ہوگی
دارین میں تیرے ہیں محمد محسن

فرد

گردش دہر کا ہم کو نہیں خطرہ اسعدؔ
دین و دنیا میں ہمارے ہیں محمد محسن

رسولوں سے برتر ہمارا نبی ہے
نبیوں سے بڑھ کر ہمارا نبی ہے
امیروں کا ملجا فقیروں کا ماویٰ
غریبوں کا یاور ہمارا نبی ہے

نذر اخلاص بنام حکیم مولوی محمد ادریس سہارنپوری

(موصوف صاحب دیوان کے نہایت مخلص رفیق درس تھے)

لقمانِ زمانہ ہیں جنابِ ادریس
ہے آپ کی تدبیر میں شانِ تاسیس
تشخیصِ مرض میں نہیں کرتے غلطی
تجویزِ دوا میں نہیں ہوتی تلبیس

رباعی

ہو جاؤ کھڑے پھر پئے تبلیغِ دیں
حاصل کرو دنیا سے خراجِ تحسیں
اسعدؔ رہِ مولیٰ میں کٹا دو گردن
افسانۂ ملت کو بنادو رنگیں

ایضاً

حاصل نہیں ہوتی ہے کبھی اس کو خوشی
فرصت نہیں پاتا ہے مصیبت سے کبھی
دن رات پریشان رہا کرتا ہے
ملتی ہے جسے غیب سے جاہل بیوی

ایضاً

اخلاص و کرم کے نہیں آثار پدید
مطلب کی ہے آمد و شد، گفت و شنید
کوئی نہیں دنیا میں کسی کا اسعد
احباب سے بیجا ہے وفا کی امید

ایضاً

تبلیغ سے عالم میں اجالا کردو
اسلام کی رونق کو دوبالا کردو
بد زیب ہے یہ نظمِ عروج و پستی
دنیا کو بدل دو تہہ و بالا کردو

ایضاً

ہے لغو و غلط مہر و وفا کی امید
تم سے نہیں چھوٹے گی فلک کی امید
پہچان گیا ہوں میں تمہاری عادت
بے فائدہ ہے عہدِ کرم کی تجدید

ایضاً

ایثار میں رفتار ہے کتنی دھیمی
مفقود ہے یکسر ادبِ تسلیمی
معلوم نہیں حکمتِ عیدِ قرباں
اے معتقدِ ملتِ ابراہیمی

ایضاً

بے وجہ نہیں فرحتِ عیدالاضحیٰ
سمجھو سببِ عشرتِ عیدالاضحیٰ
ایثار کا ہے درس شرافت افزا
پوشیدہ نہیں حکمتِ عیدالاضحیٰ

ایضاً

جو ستم کو کرم سمجھتا ہو
ایسے ظالم کو کیا کہے کوئی
ہم کسی کو برا نہیں کہتے
لاکھ ہم کو بُرا کہے کوئی

❁❁❁

لامکاں کی وسعتوں سے ہورہا ہوں آشنا
اب مکمل میرا ذوقِ جستجو ہوجائے گا
کرسکے گا سوز کی تکمیل الفت میں وہی
مہرباں جس پر وہ شوخِ شعلہ خو ہوجائے گا

رباعی

جو بچے نہیں لکھتے ہیں بچو تختی
بد بختی ہے ان کی یہ بڑی بد بختی
ماں باپ ہوا کرتے ہیں اُن سے ناخوش
استاذ کیا کرتے ہیں اُن پر سختی

رباعی

دنیا میں رہے گا وہ ہمیشہ پامال
ناکامِ ہنر مندی و محرومِ کمال
مضبوط نہیں جس کی ارادی قوت
حاصل نہیں جس کو شرفِ استقلال

ایضاً

دنیا کے حوادث سے نہیں کرتا آہ!
سختی میں بھی رہتی ہے مرے لب پر واہ
میں اور کسی کام سے ہمت ہاروں
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ایضاً

اُٹھ مسلمِ خوابیدہ بشکلِ ضیغم
کردے دہر کی روش درہم برہم
پھر کوششِ پیہم سے بدل دے دنیا
پھر سعیِ مسلسل سے بدل دے عالم

فرد

نہ یوں ڈر ڈر سنو ڈر ڈر نہ یوں مارے پھرو گھر گھر
کسی کے ہو رہو تم، یا کسی کو اپنا کر رکھو

• • •

یارب کہیں یہ صورتِ اعراض تو نہیں
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ناراض تو نہیں

• • •

کمزور ہوں حقیر ہوں سب کچھ سہی مگر
ناصح کے واسطے تو بلا ہوگیا ہوں میں

• • •

از قصیدۂ کہ در مدحِ حافظ یاد محمدؒ گفتہ بودم

ہستی طبیبِ روحِ ما اَنتَ الوَلِیُّ المُہتَدیٰ
از ذکر نامت می کنم یادِ محمد مصطفیٰ

• • •

یارب نصیب ہو نہ کبھی وصلِ دل ربا
دل میں ہمیشہ لذتِ دردِ جگر رہے

• • •

مجھے جو بھولے بیٹھے ہیں صبا اُن سے یہ کہہ دینا
تمہارے خط کو روز وشب کوئی بیکس ترستا ہے

• • •

آپ کو اعتبارِ دشمن ہے
آپ کا اعتبار کون کرے

• • •

مجھے قتل کرنا تو کاندھا بھی دینا
سبکدوش ہونا سبکدوش کر کے

• • •

ہمارے جذبِ کامل کا اثر دیکھا نہیں تم نے
فلک کو کھینچ کر چاہیں زمینِ ہشتمیں کر دیں

• • •

اثر جب طالبانِ علم پر ہوتا ہے شیطاں کا
خیالِ شاعری میں وقت سب برباد کرتے ہیں

• • •

ستمگر باعثِ تفریحِ بزمِ بوالہوس ہوگا
ہماری عید یارب ہجر میں کیسے بسر ہوگی

• • •

سرِ جاناں میں سرجانا محبت کا اثر جانا
اِسے ہم مبتدا سمجھے اُسے ہم نے خبر جانا

• • •

بدلیاقت سے مجھے حاجت نہیں ہے داد کی
جنبشِ ابرو ہی کافی ہے مگر نقاد کی

• • •

کمر پر جو پڑھنے میں کھاتا ہے ڈنڈا
وہی گاڑتا ہے لیاقت کا جھنڈا

• • •

ہماری زندگی کا لحہ لحہ کیف آگیں ہے
ہمیشہ محو رہتے ہیں خیال روئے رنگیں میں

• • •

تو مہربان ہے تو جہاں مہربان ہے
تو مہرباں نہیں تو جہاں مہرباں نہیں

● ● ●

وہ دل کہ اس کے وصل سے دار السرور تھا
سوزِ غمِ فراق سے آتش کدہ ہے آج
سرگرمِ التہاب دل شعلہ زا ہے آج

● ● ●

کہیں صورت بنانے سے بھلا سیرت بھی بنتی ہے
نہیں دیتے ہیں بوئے خوش گلِ خوش رنگ پتھر کے

● ● ●

آپ کی فرقت میں صبحِ روزِ عید
غیرتِ صبحِ قیامت ہوگئی

● ● ●

بندہ نواز آپ مجھے جانتے نہیں
اسعدؔ ہے میرا نام وطن رامپور ہے

● ● ●

زاہد نے تیری آنکھ میں کیا بات دیکھ لی
وہ کیوں محافظِ درِ میخانہ ہوگیا

● ● ●

قرآں کی ابتدا میں الف ، لام ، میم ہے
اس واسطے ہوں نذرِ الم جاں کئے ہوئے

● ● ●

یارب یہ کس قیامتِ تازہ کی ہے نوید
مائل بہ لطف ہے وہ نگاہِ ستم نواز

● ● ●

چل دیئے تم مجھ کو روتا چھوڑ کر
عالمِ وحشت میں تنہا چھوڑ کر

● ● ●

آج میرٹھ سے جنابِ زَکَرِیَا آئے
یا علاجِ غمِ فرقت کو مسیحا آئے

● ● ●

غلط انداز نگاہیں بھی ہیں قاتل ان کی
کارگر وہ بھی ہے جو تیر خطا ہوتا ہے

● ● ●

آفتابِ شرفِ جوہرِ انساں کا غروب
فکر دنیا کے لئے سر بگریباں ہونا

● ● ●

محفلِ زیست میں خلوت کا نہیں نام و نشاں
آمد و رفتِ نفس انجمن آرائی ہے

● ● ●

ان کے زانو سے رہا کرتی ہے اکثر ہمکنار
قابلِ صد رشک ہے تقدیرِ پشتِ آئینہ

● ● ●

فقط اس واسطے ہم مجلسِ واعظ میں جاتے ہیں
کہ از خود رفتہ ہوکر تذکرہ حوروں کا کرتا ہے

● ● ●

کیسے نہ ہوں اندازِ محقق نادر
کیوں کر نہ ہوں دنیا کے پسندِ خاطر

● ● ●

انوارِ جہاں‌تاب برستے ہیں وہاں
ہوتا ہے جہاں تذکرۂ روئے محمد

● ● ●

ہوتی ہے جن کو دل سے محبت رسول کی
کرتے ہیں قول وفعل سے عظمت رسول کی

● ● ●



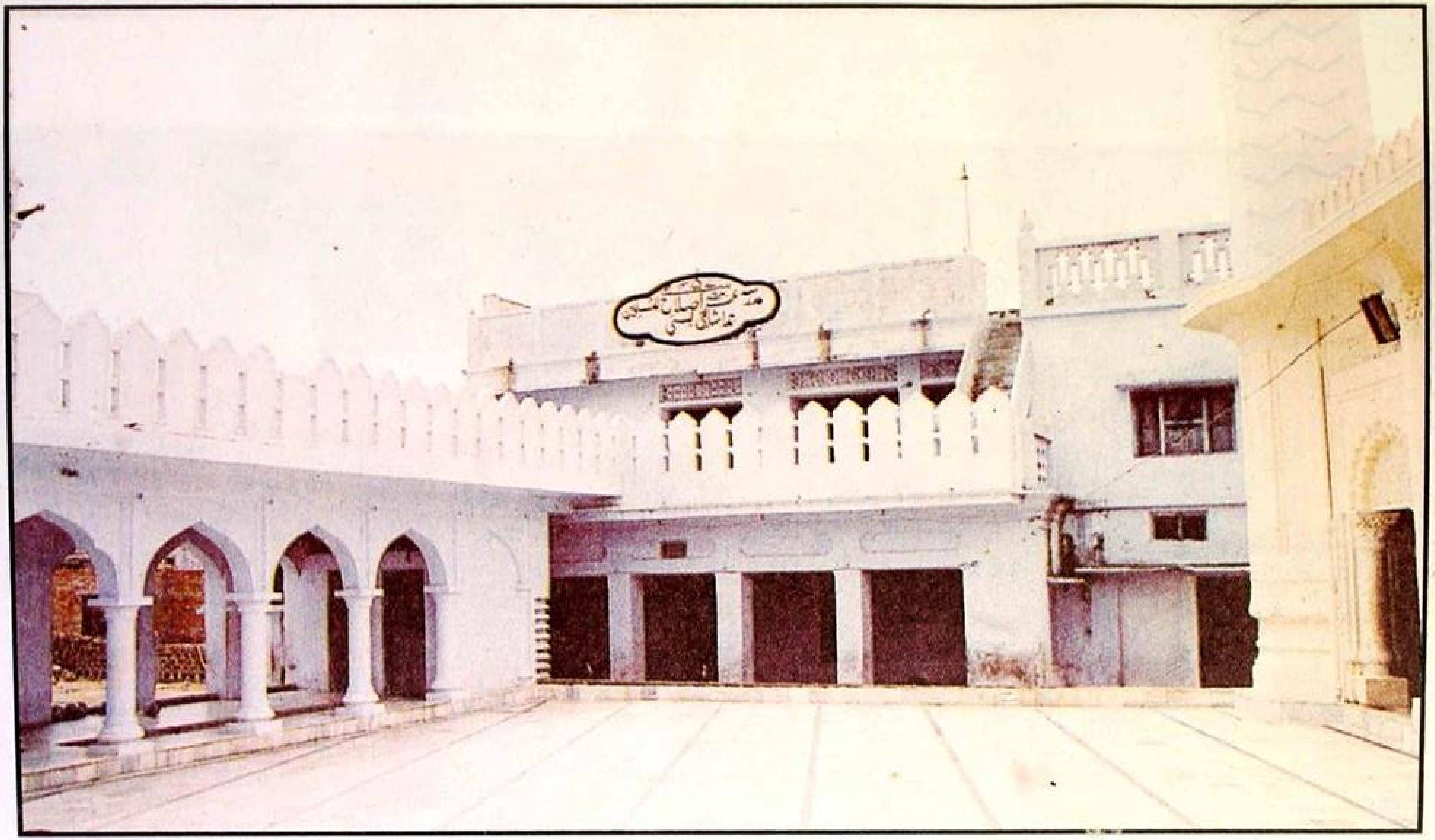
"مسجد" مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی بستی



’رواق اشرف‘ مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی بستی کا شمالی حصہ



مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی بستی



مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین جمدا شاہی بستی کا جنوبی حصہ

سخن دان وسخن شناس

"جناب مولانا صاحب آج کل سہارنپور کے مشہور وقدیم جامعہ مظاہر علوم کے ناظم ہیں موصوف کی زندگی اس درسگاہ کی چہار دیواری کے اندر درس وتدریس اور گوشہ نشینی میں گذری ہے، میں جناب والا کا دیرینہ عقیدت گذار اور نیاز مند ہوں اس لئے موصوف کے تبحر علمی اور مکارم اخلاق کو تفصیلاً قلمبند کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات ہونے کے علاوہ یوں بھی غیر ضروری ہے کہ ان مکاتیب کا مقصد مناقب نگاری نہیں بلکہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" جہاں جناب مولانا کے کمالات علمیہ اور فضائل اخلاق کے گہرے نقوش ان خطوط میں نمایاں ہیں، وہیں یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ موصوف ایک بلند پایہ ادیب وشاعر ہیں اگرچہ اب ۲۰-۲۵ سال سے فکر سخن ترک فرما چکے ہیں، لیکن شعر وادب کے متعلق موصوف کی پاکیزگیٔ ذوق، بلندیٔ معیار، نکتہ گوئی، نکتہ سنجی اور ادبی لطائف وظرائف کے نادر ودلکش نمونے ان مکتوبات میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

آج کل عام خیال ہے کہ عربی ودینی مدارس کے ماحول میں ذوق شعری کی گنجائش بہت ہی کم ہے درجۂ عموم تک تو میں بھی اس رائے سے متفق ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس خشک اور مولویانہ ماحول میں سخن داں وسخن شناس حضرات کی کمی نہیں ہے لیکن یہ حضرات شعر وادب سے اس لئے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے کہ اس فن کو علوم دینیہ کے مقابلہ میں ناقابل اعتناء سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شعری وادبی دنیا ایسے حضرات سے متعارف نہیں"۔ (ماخوذ از صحیفۂ اسعد)

(الحاج تسکین قریشی)